REGD NO P-67

رجسٹرڈ نمبر ایل ۶۷

اخبار احمدیہ

قادیان۔ ۹ مئی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ۴ مئی کی اطلاع مظہر ہے کہ

حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔

الحمد للہ۔

× ــــ محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کی جس ٹانگ پر اپریشن کیا گیا ہے اس پر ابھی پوری طرح دباؤ نہیں ڈالا جا سکتا اس میں کمزوری محسوس ہوتی ہے نیز صاحبزادہ صاحب کو کچھ حرارت بھی ہو جاتی ہے احباب صاحبزادہ صاحب موصوف کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے۔ آمین۔

قادیان ۹ مئی۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

قادیان کے تین خوش نصیب درویشوں کی

فریضۂ حج کی ادائیگی اور زیارت حرمین شریفین کے بعد بخیریت مراجعت

بابرکت سفر کے رُوح پرور اور ایمان افروز حالات

قادیان ۹ مئی۔ قادیان کے خوش نصیب درویشان الحاج قریشی عطاء الرحمٰن صاحب الحاج چوہدری عبدالحق صاحب الحاج قریشی عبدالقادر صاحب اعوان پرسوں صبح کی گاڑی اپنے بابرکت سفر سے بخیریت واپس تشریف لے آئے۔ احمدیہ محلہ میں درویشان کی ایک بڑی جمعیت نے پر تپاک استقبال کیا اور کل شام بعد نماز عشاء مسجد مبارک میں زیر صدارت الحاج چوہدری مبارک علی صاحب فاضل ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں اس بابرکت سفر کے حالات بیان ہوئے۔ مکرم قریشی عطاء الرحمٰن صاحب کی طبیعت خراب ہو گئی اور ان کے بھائی قریشی عبدالقادر صاحب اعوان ان کی تیمارداری کے سبب اس جلسہ میں شریک نہ ہو سکے البتہ الحاج مکرم چوہدری عبدالحق صاحب نے درویشان کی درخواست پر روح پرور اور ایمان افروز حالات بیان فرمائے۔

قادیان سے روانگی

آپ نے فرمایا ہم تینوں مورخہ ۱۴ کو قادیان سے بیت اللہ شریف کے لئے ۱۱ بجے ذریعہ گاڑی سے روانہ ہوئے۔ ہماری تکٹیں فرنٹیئر میل کی ریزرو تھیں سردی سخت تھی گرم کپڑے ساتھ لے جانے پڑے حالانکہ مجھے اپنے سابقہ سفروں سے تجربہ تھا کہ بمبئی اور بحری جہاز میں گرمی ہوتی ہے اور اسی طرح عرب میں بھی گرمی ہوگی۔ ہمارے ریزرویشن کے کمرہ میں کچھ ترن تارن اور امرتسر کے غیر مسلم دوست تھے جن کے ساتھ سفر میں بہت سہولت رہی۔ گاڑی مورخہ ۱۶/۲ کو ۸ بجے بمبئی سنٹرل اسٹیشن پر پہنچ گئی۔

خدمت خلق کا ایک موقعہ

ہمارے ساتھ والے دوست بھی ہمارے ساتھ اسٹیشن سے اُترے بڑی محبت سے ملے وہ اپنی ایک عزیزہ کی شادی کے سلسلہ میں آئے تھے رخصتانہ کے وقت ان کو اپنا سامان خیرہ اچھی طرح دیکھ لینے کو کہا چنانچہ بعد ملاحظہ انہوں نے کہا ہمارا سب سامان آگیا ہے اب ہم جا رہے ہیں لیکن بعد میں اطلاعاً مکرم قریشی عبدالقادر صاحب کو نظر پڑا کہ اب بھی ایک نظر دیکھ لیں کہ کوئی سامان رہ تو نہیں گیا۔ چنانچہ انہوں نے آکر بتایا کہ دو ٹرنک ایک بکس اور ایک کنستر اندر پڑے ہوئے ہیں جو غالباً ہمسفر غیر مسلم دوستوں کے ہی رہ گئے تھے اور ہم لمبے سفر پر جا رہے تھے میری عادت ہے کہ سفر کے دوران اپنے پاس بیٹھنے والوں سے ان کا پتہ وغیرہ پوچھ لیتا ہوں اُن کو راستہ میں دوران گفتگو پوچھا تھا کہ آپ کا کیا پتہ ہے چنانچہ انہوں نے اوم پرکاش آڑوال آنند ریسٹ ہاؤس ترن تارن ضلع امرتسر بتایا تھا جو مجھے یاد رہا اگر میں ان سے بمبئی کا پتہ بھی پوچھ لیتا تو ان کا یہ قیمتی سامان اُن کے پاس پہنچا دیتا۔ اس بکس میں جو بعد میں اُن کو دینے پر معلوم ہوا کہ شادی کے نہایت قیمتی پارچات تھے جو بیچارے اُس وقت دے سکتے اب یہ پارچات والے ڈبے بکس واپسی پر مورخہ ۹/۵/۶۷ کو بمبئی سے ایک خط لکھ کر ان کے حوالے کئے گئے۔ وہ امرتسر اسٹیشن پر سارے اپنے رشتہ دار دل بیت آئے تھے۔ جب اُنکو اُن کے بکس کھول کر دیکھنے کو کہا جو کھونے پر اور سامان صحیح سالم ملنے پر اُن کو جو خوشی ہوئی اُسکو احاطہ تحریر میں لانا مشکل ہے بڑی تعجب تھا کہ ہمارے پاس سامان اُن کا نہیں ہے اور وہ نا اُمید ہو چکے تھے ہم نے اُن کو اسلئے اطلاع نہیں دی تھی کہ کہاں سے حاصل کریں گے جبکہ ہم چار ماہ کے ایک لمبے سفر پر جا رہے تھے۔ انہوں نے بہت بہت شکریہ ادا کیا اور کھانے وغیرہ کا سامان پیش کیا اور مصر ہوئے کہ آج ہمارے ساتھ چلیں مگر ہم نے معذرت کی اور پھر ملنے کی امید پر اجازت حاصل کی۔ یہ اُن کا سامان نہایت قیمتی اور کئی سو روپیہ کا تھا الحمد للہ تعالیٰ نے انکی امانت ان تک پہنچانے کی توفیق بخشی۔

ضروری کارروائی کے بعد پاسپورٹ مل گئے اور قریباً ۔/۱۶۰۰ روپیہ کرنسی ہندوستانی سٹیٹ بنک آف انڈیا کو دیکر ۔/۹۳۰ ریال سعودی کا چیک حاصل کر کے پاس کسٹم وغیرہ کے مرحلے طے کر کے جہاز میں سوار ہو گئے جہاز قریباً ۴ بجے روانہ ہوا۔ یہ سفر دس دن کا تھا مورخہ ۲۸/۲ کو یلملم کے مقام پر جو احرام باندھنے کا میقات مقرر ہے جہاز نے وسل دیکر لاؤڈ سپیکر پر اعلان کیا کہ احباب نہا دھو کر وضو کر کے احرام باندھ لیں اور تلبیہ کہنا شروع کر دیں۔ ہزار حاجیوں کی زبانوں سے یہی کلمات پڑھے جا رہے تھے احرام باندھے سبھی ایک لباس میں ملبوس تھے اور ایک عجیب سماں تھا۔

جدہ میں

ہمارا جہاز ۲/۳ کو جدہ بندرگاہ پر سورج غروب کے قریب پہنچا جہاز سے اُترنا اور پھر حمام اور کسٹم کی پڑتال اس سفر کا ایک نہایت کٹھن اور تکلیف دہ مرحلہ ہوتا ہے اس کو وہی بیان کر سکتے ہیں جو اس راہ سے گذرتے ہیں۔ چنانچہ اگلے روز جہاز سے نکلے قریباً بوقت نماز عصر کسٹم ہوس سے فراغت ہوئی تو معلمین اور اُن کے وکیل راستے میں قطاریں باندھے کھڑے تھے۔ ہر ایک حاجی سے پہلا سوال یہی تھا معلم کون چنانچہ معلم کا نام بیان کرنے پر پاسپورٹ اور دستاویز اس کے حوالے کر دیا جاتا۔ وہ مدینۃ الحجاج میں جو سعودی حکومت نے ایک عالیشان اور آرام دہ بلڈنگ کی صورت میں بنوائی ہوئی ہے اپنے کمروں میں حجاج کو لے گئے دو دن بعد ریال فی کس موٹر کرایہ بس جدہ تا مکہ معظمہ ۱۱ ریال وصول کر کے رسید دیکر دیگر لاریوں بسوں پر سورج غروب کے بعد سوار کرا دیا۔ یہ راستہ صرف ۴۵ میل ہے لیکن قریباً آدھی رات کے قریب ہمارا قافلہ خوش قسمتی سے ہبائیہ کے قریب تھا معلم کے مکان واقع محلہ المسفلہ میں پہنچا۔

زیارت بیت اللہ شریف اور طواف

معلم محمد یوسف صاحب سلطانی کی فلاں گلی میں طواف کے لئے لے گئے بیت اللہ شریف کا منظر بہت شاندار اور روح کو تقویت دینے والا تھا اسکی بڑے بڑے قمقموں سے سجی ہوئی اور میناروں سے پھوٹتی ہوئی شعاعیں اور درودیوار سے اسکی عظمت کا پتہ دیتی رہی تقریب کے باب السلام سے جو بیت اللہ شریف میں اول داخل ہونے کا دروازہ ہے داخل ہو کر حجر اسود کے قریب پہنچے اس کو بوسہ دے کر طواف شروع کیا۔ پہلے تین چکر جھپٹ کر اور آخری چار چکر دعائیں پڑھتے ہوئے پھر مقام ابراہیم پر دو نفل پڑھے پھر سعی صفا و مروہ کی کی ... چل چل کر ختم کرنے کے بعد مقام ابراہیم ... السلام اور بیت اللہ شریف کے درمیان سے پیچھے گویا باب السلام کے نزدیک دو رکعت نماز پڑھائی گئی ... ربانی تھا [illegible]

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے ... آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان ۔ مورخہ ۱۱ مئی ۱۹۶۷ء

خلافت علیٰ منہاج النبوت کا قیام

(۴)

سورۃ مائدہ ع ۸ اور سورۃ محمدؐ کی آخری آیت میں مسلمانوں کو مخاطب کر کے اس بات کا نوٹس دیا گیا ہے کہ جب تم عملی طور پر بے دینی اختیار کر لو گے تو خدا تعالیٰ تمہاری جگہ ایک دوسری قوم کو دین کی خدمت کے لئے کھڑا کر دے گا۔

اسی قسم کا مضمون ایک دوسرے انداز میں سورۃ جمعہ کی ابتدائی آیات میں بھی بیان ہوا ہے۔ جہاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دو بعثتوں کا ذکر کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ بعثتِ اُولیٰ میں آپؐ نے جس طرح تلاوتِ آیات تعلیم کتاب و حکمت اور تزکیہ نفوس کے جملہ فرائض بڑی کامیابی کے ساتھ ادا کئے۔ مقدر یوں ہے کہ آخرین امت میں بھی ایسا ہی ہونے والا ہے جیسا کہ بخاری شریف میں حضرت ابوہریرہؓ کی زبانی بیان ہوا ہے کہ

"ہم آپؐ کے دربار میں بیٹھے تھے کہ سورۃ جمعہ کی آیت وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ نازل ہوئی تو میں نے عرض کیا۔ مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللهِ (حضور یہ کون ہیں؟) حضورؐ نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ تا آنکہ سوال تین بار اعادہ کیا گیا۔ اس موقعہ پر حضرت سلمان فارسی ہم میں موجود تھے آپؐ نے اپنا ہاتھ سلمان پر رکھا اور فرمایا اگر ایمان ثریا پر بھی چلا گیا ہو گا تو اس کی قوم سے ایک مرد یا یوں کہا کہ کئی جواں مرد اُسے لے آئیں گے۔"

(بخاری ابواب التفسیر)

کہاں ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دم بھرنے والے؟ ہم ان سب کو اس بات کی دعوت دیتے ہیں کہ ان حوالہ جات پر سنجیدگی سے غور کریں ایک طرف موجودہ زمانہ میں امت محمدیہ کی دین سے بے اعتنائی اور عملی بدحالی کا مشاہدہ کریں اور دوسری طرف خدا اور اس کے رسول کی جناب سے امت کے روشن مستقبل کی نسبت بشارتوں کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ اور اس کے ساتھ جماعت احمدیہ ثریا پر جا چکے ایمان کو زمین پر پھر سے لانے میں سلمان فارسیؓ کی قوم کے جوانمرد کے نمایاں کردار پر غور کریں کس طرح احمدیہ جماعت کے دلوں میں ایک ایسا تازہ اور زندہ ایمان بھر دیا کہ وہی کیفیتی صورت پیدا ہو گئی ہے جس کی نسبت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ

بَدَأَ الْإِسْلَامُ غَرِيبًا وَسَيَعُودُ غَرِيبًا۔

اسلام اپنے دور اول میں غربت کے وقت آیا۔ نبی کا محتاج تھا۔ اسی طرح کی غربت کے وقت وہ آخری زمانہ میں بھی مثیل محمدؐ کا محتاج ہو گا۔

مذکورہ بالا حدیث شریف کے ترجمہ میں ہم نے جو نبی کے ذریعہ اصلاح پانے کا ذکر کیا ہے۔ دراصل یہ سورۃ جمعہ کی مذکورہ بالا آیت کریمہ کے الفاظ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ کے مفہوم سے مستنبط ہیں۔ اور ان معانی کی مزید تائید حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی اس مشہور و معروف حدیث سے ہوتی ہے جس میں آپؐ نے بالجملہ امتِ اسلام کی نشاۃ اولیٰ اور نشاۃ ثانیہ کا تفصیل سے ذکر فرمایا اور یہ حدیث اس قابل ہے کہ تمام اہل علم حضرات اس پر نظر تعمق ڈالیں۔

"قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تكون النبوة فيكم ما شاء الله ان تكون ثم يرفعها الله تعالى ثم تكون خلافة على منهاج النبوة ما شاء الله ان تكون ثم يرفعها الله تعالى ثم تكون ملكاً عاضاً فتكون ما شاء الله ان تكون ثم يرفعها الله تعالى ثم تكون خلافة على منهاج النبوة ثم سكت۔"

(مشکوٰۃ صفحہ ۴۶۱)

اس حدیث میں نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے امتِ محمدیہ پر آنے والے پانچ ادوار کا بالتصریح واضح الفاظ میں ذکر فرمایا کہ آپ کا وجود امت کے لئے اُس وقت تک دنیا میں قائم رہے گا جب تک خدا تعالیٰ کی منشاء ہے۔ جب تقاضائے بشریت یہ وقت پورا ہو جائے گا تو خلافت علیٰ منہاج النبوت کا دوسرا دور شروع ہو گا یعنی کام وہی ہوں گے جو نبی وقت نے رائج فرمائے۔ البتہ ان کو سرانجام دینے والے (باقی صفحہ ۱۲ پر)

خطبہ جمعہ کے متعلق ایک نہایت ضروری اعلان

منجانب نظارت دعوت و تبلیغ قادیان

امراء جماعتہائے مقامی، پریذیڈنٹ صاحبان اور مبلغین کرام کی اطلاع کے لئے یہ ضروری اعلان کیا جاتا ہے کہ جمعہ کے دن کا اجتماع ایک ایسا اجتماع ہے جبکہ قریباً جماعت کے سب افراد ایک جگہ اکٹھے ہوتے ہیں۔ دیگر مواقع بہت کم ایسے ہوتے ہیں کہ جماعت کے سارے یا اکثر دوست ایک جگہ جمع ہو سکیں۔

خطبہ جمعہ کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خطیب ایسے مقامی مسائل کے متعلق وعظ بیان کرے جس کے لئے حالات اور وقت کا تقاضا ہو۔ چونکہ جماعت احمدیہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے خلافت کا نظام قائم ہے اس لئے خلیفۂ وقت کے خطبات جو کہ وقت کی ضرورت کے مطابق جماعتی ترقی جماعتی تربیت اور تبلیغی پروگراموں پر مشتمل ہوتے ہیں جماعت کے ہر فرد تک پہنچانا نہایت ضروری ہے اس کے لئے طریق یہی ہونا چاہیئے کہ ہر جماعت کا خطیب خواہ وہ امیر جماعت ہو یا صدر جماعت یا مبلغ ہو اس کا پہلا فرض ہے کہ وہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ جو کہ الفضل اور بدر میں شائع ہوتا ہے قریب ترین جمعہ میں سب جماعت کے سامنے پڑھ کر سنا دے۔ اور اگر کوئی مقامی مسائل ایسے ہوں جن کا بیان کرنا بھی از حد ضروری ہو تو ایسے مسائل خطبہ شروع کرنے سے پہلے بیان کر دیئے جائیں یا خطبہ ثانیہ میں ان کو بیان کر دیا جائے۔ اور اگر حالات اسباب کا تقاضا کرتے ہوں کہ مقامی مسائل کا بیان کرنا بڑا ضروری سمجھا جاتا ہو اور وہ ایسے تشریح طلب ہوں کہ خطبہ جمعہ کا سارا وقت اس کے لئے درکار ہو تو پھر سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا بیان فرمودہ خطبہ اگلے جمعہ میں پڑھ کر سنایا جائے۔ ہر جماعت میں الفضل یا بدر تو ضرور آتا ہو گا جن میں حضور کے خطبات شائع ہوتے ہیں۔

اس ضمن میں سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا ایک ضروری اقتباس درج کرتے ہوئے اس کی اہمیت کو واضح کیا جاتا ہے۔ حضورؓ فرماتے ہیں:۔

"جماعت کے عہدیداران کا فرض ہے کہ وہ جمعہ یا اتوار کے دن یا کسی اور موقعہ پر میرا ہر خطبہ لوگوں کو سنا دیا کریں۔ بلکہ جماعتوں کا کام بھی ہونا چاہیئے اور ہر جگہ کی جماعت کا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ وہ میرا خطبہ تفصیلاً لوگوں کو جمعہ یا اتوار کے دن سنا دیا کریں جس شخص کے سپرد خدا تعالیٰ جماعت کی اصلاح کا کام کرتا ہے اُسے طاقت بھی ایسی بخشتا ہے جو دلوں کو صاف کرنے والی ہوتی ہے۔ اور جو اثر اس کے کلام میں ہوتا ہے وہ کسی اور کے کلام میں نہیں ہو سکتا۔"

(الفضل جلد ۲۷ مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۳۹ء صفحہ ۹)

اسی مضمون کی وضاحت سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس سال جلسہ سالانہ کے موقعہ پر فرمائی تھی کہ خلیفۂ وقت کی ہر تقریر اور خطبہ جماعت کے ہر فرد تک پہنچنا ضروری ہے۔

اس وضاحت کے بعد نظارت ہذا جملہ امراء۔ صدر صاحبان، مبلغین کرام اور خطیب صاحبان جو اپنی جماعتوں میں خطیب مقرر ہیں کو توجہ دلاتی ہے کہ ان کا فرض ہے کہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ ہر حال جماعت کے سامنے پڑھا جائے اور اپنے خطبات پر حضرت امام جماعت ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات کو ترجیح دی جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح رنگ میں حضور کے منشاء مبارک کے مطابق کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

خطبہ جمعہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذریعہ بیت اللہ کی از سرِ نو تعمیر کے تیئیس عظیم الشان مقاصد

ان تمام مقاصد کے حصول کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے خاص تعلق ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۷ اپریل ۱۹۶۷ء بمقام ربوہ

مرتبہ - مکرم مولوی سلطان احمد صاحب پیرکوٹی

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد مندرجہ ذیل آیاتِ قرآنیہ کی تلاوت فرمائی:-

إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِّلْعَالَمِينَ فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَّقَامُ إِبْرَاهِيمَ وَمَن دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ (آل عمران ۹۷-۹۸)

وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَأَمْنًا وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى وَعَهِدْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَن طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ۝ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَٰذَا بَلَدًا آمِنًا وَارْزُقْ أَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ آمَنَ مِنْهُم بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ قَالَ وَمَن كَفَرَ فَأُمَتِّعُهُ قَلِيلًا ثُمَّ أَضْطَرُّهُ إِلَىٰ عَذَابِ النَّارِ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝ وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِن ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۝ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ (البقرہ ع ۱۵)

ایک اہم موضوع پر بعض خطبے پڑھ چکا ہوں جن کا

خلاصہ یہ ہے

کہ اللہ تعالیٰ نے ایک گھر تمام بنی نوع انسان کے فائدے کے لئے بنایا مگر انہوں نے اس کی عظمت کو نہ پہچانا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ برباد ہو گیا اور اس کا نام و نشان مٹ گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی وحی کے ذریعہ نشاندہی کر کے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذریعہ سے اسے از سرِ نو تعمیر کروایا اور اس کی حفاظت کے لئے اور اس کی عظمت کے قیام کے لئے یہ انتظام کیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی اولاد کو اس خانۂ خدا کی خدمت کے لئے وقف کریں۔ چنانچہ آپ کی اولاد ایک لمبا عرصہ اس خدمت پر لگی رہی اور دو ہزار یا ڈھائی ہزار سالہ خدمت اور دعاؤں کے نتیجہ میں وہ قوم تیار ہوئی جو کامل اور مکمل اور عالمگیر شریعت کی ذمہ داریوں کے بارِ گراں کو اٹھانے کی قوت اور استعداد اپنے اندر رکھتی تھی

پھر میں نے بتایا تھا کہ یہ آیات جن کی میں نے تلاوت کی ہے ان میں اللہ تعالیٰ نے ان

تیئیس اغراض و مقاصد کا ذکر

کیا ہے جو بتعلق تعمیر بیت اللہ سے ہے اور ان تمام مقاصد کے حصول کا تعلق بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ ان اغراض میں سے پانچ کے متعلق میں نے گزشتہ خطبہ میں آپ دوستوں کے سامنے اپنے خیالات کا اظہار کیا تھا اول یہ کہ یہ گھر وُضِعَ لِلنَّاسِ تمام بنی انسان کے فائدہ کے لئے تعمیر کروایا جا رہا ہے دوسرے یہ کہ مُبَارَكًا اس کے اندر برکت ہونے کی صفت پائی جاتی ہے مادی لحاظ سے بھی اور روحانی لحاظ سے بھی۔ تیسرے یہ کہ هُدًى لِّلْعَالَمِينَ تمام جہانوں کے لئے اسے ہم موجبِ ہدایت بنانا چاہتے ہیں اور ہدایت کے ہر پیمانہ کی رو سے اسے اللہ تعالیٰ نے عالمین کے لئے ہدایت کا مرکز بنایا ہے چوتھے یہ کہ فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ یعنی آسمانی نشانات کا ایسا سلسلہ یہاں سے جاری کیا جائے گا جو قیامت تک زندہ رہے گا اور ایسا چشمہ آسمانی تائید کا یہاں سے پھوٹے گا جو کبھی خشک نہیں ہوگا۔ اور پانچویں مَقَامُ إِبْرَاهِيمَ کے الفاظ میں یہ بتایا کہ وہ عبادت جو محبت اور ایثار کی بنیادوں پر استوار کی جاتی ہے اس عبادت کا مرکزی نقطہ ہوگا اور ایک قوم جو نمائندہ ہوگی تمام اقوام کی اور نمائندہ ہوگی ہر زمانہ کی پیدا کی جائے گی جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح اللہ تعالیٰ کے گداز و سوزِ عشق سے سرشار ہوگی اور خدا تعالیٰ کے قرب کی راہیں اس پر ہمیشہ کھلی رہیں گی۔

یہ پانچ مقاصد تھے جن کے متعلق میں نے گزشتہ جمعہ میں تفصیل سے بیان کیا تھا کیونکہ مجھے ان مقاصد میں سے ہر ایک کی طرف پھر واپس آنا ہے یہ ثابت کرنے کے لئے کہ ان میں سے ہر ایک کا تعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے ہے اور یہ کہ وہ کس طرح اور کس شکل میں حاصل ہوا۔ اس لئے آج میرا ارادہ یہ ہے کہ میں بڑے ہی اختصار کے ساتھ ان مقاصد کو بیان کروں اور کوشش کروں کہ تیئیس مقاصد میں سے جو باقی رہ گئے ہیں۔ ان سب کو آج کے خطبہ میں بیان کر دوں آگے جو خدا کو منظور ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا

بیت اللہ کی تعمیر کی چھٹی غرض

یہ ہے کہ جو بھی اس کے اندر داخل ہوگا یعنی ہر وہ شخص جو ان عبادات کو بجا لائے گا جن کا تعلق بیت اللہ سے ہے۔ دنیا و آخرت کے جہنم سے وہ خدا کی پناہ میں آ جائے گا اور اس کے تمام پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ پس چھٹی غرض بیت اللہ کی تعمیر کی یہ ہے کہ اللہ کا ایک ایسا گھر بنایا جائے کہ جس کے ساتھ بعض عبادات تعلق رکھتی ہوں اور جو شخص بھی خلوصِ نیت کے ساتھ اور کامل اور مکمل طور پر ان عبادات کو بجا لائے گا اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ اس کے تمام پچھلے گناہوں کو معاف کر دیا جائے گا اور نارِ جہنم سے وہ محفوظ ہو جائے گا۔

ساتویں غرض

بیت اللہ کی تعمیر کی اللہ تعالیٰ نے یہ بیان کی ہے کہ وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ یعنی صرف حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد یا اہلِ عرب پر ہی یہ فرض نہیں کہ وہ بیت اللہ کا حج کریں بلکہ بیت اللہ کی تعمیر کا اصل مقصد تو یہ ہے کہ اقوامِ عالم بیت اللہ کے حج کے لئے اس مقام پر جمع ہوں۔ (میں سمجھتا ہوں کہ تمام اغراض و مقاصد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیت اللہ کی تعمیر کے وقت ہی بتا دیئے گئے تھے جیسا کہ بہت سے قوی قرائن اس کے متعلق قرآن کریم سے ملتے ہیں) غرض اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ کہا کہ یہ خدا تعالیٰ کا ایک ایسا گھر ہے کہ تمام اقوامِ عالم پر جو مجھ پر ایمان لائیں گی اور میرے رسولوں پر بھی ایمان لائیں گی۔ اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر میری اطاعت کا جُوا اپنی گردنوں پر رکھیں گی۔ ان کے لئے حج بیت اللہ فرض قرار دیا جائے گا۔ اور اس طرح اس جگہ کو مرجعِ خلائق اور مرجعِ عالم بنا دیا جائے گا۔

آٹھویں غرض

یا مقصد بیت اللہ کی تعمیر کا یہ بتایا کہ یہ بیت مَثَابَةً ہے۔ اس لفظ میں یہ بات پائی جاتی ہے کہ دنیا کی اقوام فرقہ فرقہ ہو گئی ہیں اور ایک وقت یہ فرقہ بندی اپنی انتہا کو پہنچ جائے گی۔ اس وقت ایک ایسا رسول مبعوث کیا جائے گا جو بیت اللہ کی اس غرض کو پورا کرنے والا ہوگا اور ان متفرق اقوام کو ایک مرکز پر جمع

حضور پر نور ہوگا۔ وہ سب کو تبلیغ دین اور احیاء دین کے لئے آئے گا۔ یہاں بتایا گیا کہ باوجود اس کے کہ قرآن مجید ایک دفعہ اپنی انتہا کو پہنچ جائے گا اللہ تعالیٰ کا منشاء یہ ہے کہ اس وقت ایک ایسے رسول کو مبعوث فرمائے جو تمام اقوام کو اُمَّةً وَّاحِدَةً بنا دے۔

نواں مقصد

یہاں یہ بیان کیا کہ اٰمِنًا یعنی یہ گھر جو ہے یہ اٰمِنًا لِلنَّاسِ ہے۔ یہاں اس کے یہ معنی ہیں کہ ہم نے اپنے اس گھر کو ایسا بنانا چاہا ہے کہ اس کے ذریعہ اور صرف اس کے ذریعہ دنیا کو امن نصیب ہوگا۔ کیونکہ صرف یہ ایک گھر ہوگا جسے بیت اللہ کہا جا سکتا ہے۔ اس کو چھوڑ کر اور ان تعلیموں کو نظر انداز کر کے جن کا تعلق اس گھر سے ہے دنیا کی کوئی تنظیم امن عالم کے لئے کوشش کر کے دیکھ لے وہ کبھی اس میں کامیاب نہیں ہوگی۔ حقیقی امن دنیا کو صرف اس وقت اور صرف اسی تعلیم پر عمل کرنے کے نتیجہ میں مل سکتا ہے جو تعلیم وہ نبی دنیا کے سامنے پیش کرے گا۔ جو خانہ کعبہ سے کھڑا کیا جائے گا۔

امن کے ایک دوسرے معنے کے لحاظ سے اٰمِنًا لِلنَّاسِ کے یہ بھی ہیں کہ دنیا روحانی طور پر اطمینانِ قلب صرف مکہ معظمہ اور صرف اس آخری شریعت کے ساتھ پختہ تعلق پیدا کرنے کے نتیجہ میں حاصل کر سکے گی جو آخری شریعت مکہ میں ظاہر ہوگی۔ اور تمام اقوام عالم کو پکار رہی ہوگی۔ اپنے رب کی طرف۔ اور چونکہ اطمینانِ قلب ہر انسان کو اس وقت حاصل ہوتا ہے جب اس کے فطرتی تقاضوں کو وہ تعلیم پورا کرنے والی ہے اور اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر حقیقی قوتیں اور استعدادیں پیدا کی ہیں ان سب کی نشوونما اور نشوونما کرنے کے قابل ہو۔ پس یہاں یہ فرمایا کہ مکہ گھر ہوگا ایک ایسی تعلیم کا جو حقیقی طور پر دنیا کو اطمینانِ قلب پہنچانے والی ہوگی یعنی ہر دو معنی یہاں چسپاں ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ دنیا کو اگر امن نصیب ہو سکتا ہے تو وہ مکہ کی وساطت سے۔ دوسرے یہ کہ دنیا کی ارواح اگر اطمینانِ قلب حاصل کر سکتی ہیں۔ دنیا کی عقلیں اگر تسلی پا سکتی ہیں تو صرف اس تعلیم کے نتیجہ میں جو مکہ میں نازل ہوگی۔

دسویں غرض

اور دسواں مقصد ان آیات میں خانہ کعبہ کا اللہ تعالیٰ نے یہ بیان کیا ہے کہ

وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى اس سے پہلی ایک آیت میں مَقَامِ اِبْرٰهٖمَ کا ذکر تھا۔ اس سے مراد یہ تھی کہ یہ مقام ایسا گھر ہے جہاں بنیاد ڈالی گئی ہے اس حقیقی عبادت کی جو محبت اور ایثار اور عشق الٰہی کے چشمہ سے پھوٹتی ہے اور وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى میں اس عبادت کا ذکر ہے جو تذلل اور انکسار کے منبع سے پھوٹتی ہے۔

غرض اللہ تعالیٰ نے یہاں فرمایا کہ بیت اللہ کی تعمیر کی ایک غرض یہ ہے کہ ایک ایسی قوم پیدا کی جائے جو تذلل اور انکسار کے ساتھ اپنے رب کی عبادت کرنے والی ہو۔ اور تذلل اور انکسار کی عبادت کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مقام کے ظل ساری دنیا میں قائم کرے اور اشاعتِ اسلام کے مراکز کو قائم کرنے والی ہو۔

گیارھویں غرض

تعمیر بیت اللہ کی یہ بیان کی گئی ہے کہ طَهِّرَا بَيْتِيَ اور اس میں ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا منشاء یہ ہے کہ خانہ کعبہ کو ظاہری صفائی اور باطنی طہارت کا سبق سکھانے کے لئے ساری دنیا کے لئے بطور ایک جامعہ اور یونیورسٹی اور ایک مرکز بنایا جائے۔

بارھویں غرض

تعمیر کعبہ کی یہ بتائی گئی ہے کہ لِلطَّآئِفِيْنَ یعنی اقوامِ عالم کے نمائندے بار بار یہاں جمع ہوا کریں گے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے قریباً اڑھائی ہزار سال پہلے یہ بتایا تھا کہ تمام اقوامِ عالم کے نمائندے بار بار یہاں آئیں گے طواف کرنے کے لئے بھی اور دوسری ان اغراض کے پورا کرنے کے لئے بھی جن کا تعلق خانہ کعبہ سے ہے۔

تیرھواں مقصد

یہ بیان کیا گیا ہے کہ وَالْعٰكِفِيْنَ۔ خانہ کعبہ اس غرض سے از سر نو تعمیر کروایا جا رہا ہے کہ اس کے ذریعہ سے ایک ایسی قوم پیدا کی جائے جو اپنی زندگیاں خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف کرنے والے ہوں اور اس طرح بیت اللہ کے مقاصد کو پورا کرنے والے ہوں

چودھواں مقصد

یہاں یہ بیان ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ایک ایسی قوم پیدا کی جائے جو توحید باری پر قائم ہو اور جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری سے اپنی زندگیوں کو گزارنے والی ہو۔

پندرھواں مقصد

یہ بیان ہوا ہے کہ بَلَدًا اٰمِنًا۔ امن کا لفظ ان آیات میں تین مختلف مقاصد کے بیان کے لئے اللہ تعالیٰ نے استعمال کیا ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم اس گھر کو دنیا کے ظالمانہ حملوں سے اپنی پناہ میں رکھیں گے اور کوئی ایسا حملہ جو خانہ کعبہ کو مٹانے کے لئے کیا جائے گا وہ کامیاب نہیں ہوگا بلکہ حملہ آور تباہ و برباد کر کے رکھ دیئے جائیں گے تا دنیا اس سے یہ نتیجہ اخذ کرے کہ وہ نبی جسے ہم یہاں سے مبعوث کرنا چاہتے ہیں وہ بھی خدا تعالیٰ کی پناہ میں ہوگا اور دنیا کی کوئی طاقت اس کی ذات کو ہلاک یا اس کے مشن کو ناکام نہیں کر سکے گی اور تا دنیا یہ نتیجہ نکالے کہ جو شریعت نبی معصوم کو دی جائے گی وہ ہمیشہ کے لئے ہوگی اور خدا تعالیٰ اس کی حفاظت کا خود ذمہ دار ہوگا۔

سولھویں غرض

جو خانہ کعبہ سے وابستہ ہے وہ یہ ہے کہ وَارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ بتایا کہ میں بیت اللہ کو از سر نو تعمیر کروا رہا ہوں اس غرض سے بھی کہ تا بیت اللہ اور اس کی برکات کو .... کر دیکھ کر دنیا اس نتیجہ پر پہنچے کہ جو لوگ خدا تعالیٰ کی راہ میں قربانی دیتے ہیں اور دنیا سے کٹ کر اسی کے ہو رہتے ہیں ان کے اعمال ضائع نہیں ہوں گے بلکہ شیریں پھل انہیں ملتا ہے اور عاجزانہ اور خاشعانہ اعمال کے بہترین نتائج ان کے لئے مقدر کئے جاتے ہیں۔

سترھویں غرض بیت اللہ کے قیام کی یہ بتائی کہ

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا

بیت اللہ کی تعمیر کی

ایک غرض یہ ہے

کہ تا دنیا یہ جانے اور پہچانے کہ روحانی رفعتوں کا حصول دعا کے ذریعہ سے ہی ممکن ہے جب دعا میں انسان کا تضرع اور ابتہال انتہاء کو پہنچ جاتا ہے اور موت کی سی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے تب فضل الٰہی آسمان سے نازل ہوتا ہے اور معرفت کی راہیں بندہ پر کھولی جاتی ہیں غرض اللہ تعالیٰ نے یہاں بیت اللہ کے قیام کی غرض بتائی کہ یہاں ایک ایسی قوم پیدا ہوگی جو دعا اپنی تمام شرائط کے ساتھ کرے گی اور دعا میں ان پر ایک موت کی سی کیفیت وارد ہوگی اور ان کا وجود کلیتہً فنا ہو جائے گا اور پانی بن کر آستانہ رب پر بہہ نکلے گا اور وہ جانتے ہوں گے کہ ہم اپنے اعمال کے نتیجہ میں (محض اعمال کے نتیجہ میں) کچھ حاصل نہیں کر سکتے۔ جب تک ہم دعا کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب نہ کریں اس لئے ہم انتہائی قربانیوں کو کچھ چیز نہ سمجھیں گے اور ہر وقت اپنے رب سے ترساں اور لرزاں رہیں گے اور انتہائی قربانیوں کے باوجود ان کی دعا یہ ہوگی کہ جو کچھ ہم تیرے حضور پیش کر رہے ہیں وہ ایک حقیر سا تحفہ ہے تیری شان تو بہت بلند ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ تیرے حضور ہمارا یہ تحفہ قبول ہو۔ فرما اور ہماری غفلتوں اور ہماری حقیر مساعی کو چشم مغفرت سے دیکھ اور رحمت کے سامان پیدا کر تا کہ ہماری مساعی اور کوششیں تیرے حضور قبول ہو جائیں۔ غرض اس قسم کی قوم پیدا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے خانہ کعبہ کی بنیاد رکھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خانہ کعبہ کی از سر نو تعمیر سے

اٹھارھواں مقصد

یہ ہے کہ دنیا یہ جانے کہ جو لوگ خدا تعالیٰ کے حضور اس رنگ میں دعائیں کرتے ہیں وہی ہیں جو اپنے رب کی صفت سمیع کا نظارہ دیکھتے ہیں اور پھر دنیا دیکھتی ہے کہ ہمارا رب جو ہے وہ سننے والا ہے۔ وہ ہماری دعاؤں کو سنتا ہے اور فرماتا ہے کہ میں نے تمہاری دعاؤں کو سنا۔ پس خانہ کعبہ کے قیام کے نتیجہ میں خدائے سمیع کی معرفت دنیا حاصل کرے گی

اُنیسواں مقصد

یہ ہے کہ دنیا اس کے نتیجہ میں خدائے علیم کی معرفت حاصل کرے گی یہ نہیں ہوگا کہ بندہ نے اپنے علم ناقص کے نتیجہ میں جو دعا کی اُسے اللہ تعالیٰ نے اسی رنگ میں قبول کر لیا بلکہ بندہ دعا کرے گا عاجزی و دعا کو انتہا تک پہنچائے گا تو اس کا رب اس کی دعا کو سنے گا اور قبول کرے گا مگر قبول کرے گا اپنے علم غیب کے تقاضا کو پورا کرتے ہوئے یعنی جس رنگ میں وہ دعائیں قبول ہونی چاہئیں اس رنگ میں۔ بعض دعاؤں کا رد ہو جانا

یا بعض دعاؤں کا اس شکل میں پورا نہ ہونا جس رنگ میں کہ وہ کی گئی ہیں یہ ثابت نہیں کرے گا کہ خدا سمیع نہیں ہے یا دانا نہیں ہے بلکہ وہ یہ ثابت کرے گا کہ خدا تعالیٰ ہی کی ذات علّام الغیوب ہے۔ تو خانہ کعبہ کی بنیاد اس لئے رکھی گئی کہ خدا تعالیٰ کے بندے خدائے علیم سے متعارف ہو جائیں اور اس کو جاننے لگیں اور پہچاننے لگیں۔

بیسویں غرض

یہاں یہ بیان کی گئی ہے کہ

وَمِن ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ

یعنی اُمتِ مسلمہ ہماری ذریت میں سے بنائیو۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں یہ بتایا ہے کہ ہمارا مقصد یہ ہے کہ جس وقت محمد صلے اللہ علیہ وسلم دنیا کی طرف مبعوث ہوں تو آپ کی قوم "اُمّۃً مسلمۃً" بننے کی اہلیت رکھتی ہو اور ابراہیمی دعاؤں کے نتیجہ میں وہ اُمّۃً مسلمۃً بن جائے گی اور اس کے یہ بھی معنی ہیں کہ وہ نبی جس کا وعدہ دیا گیا ہے کہ وہ مکہ میں پیدا ہوگا مگر تم دعا کرتے رہو کہ اسے خدا ہمارے اور ہماری نسلوں کی کسی غفلت اور کوتاہی کے نتیجہ میں کہیں ایسا نہ ہو کہ تیرے نزدیک ہم اس قابل نہ رہیں کہ وہ وعدہ ہمارے ساتھ پورا ہو بلکہ کسی اور قوم میں وہ نبی مبعوث ہو جائے تو فرمایا میری اولاد کو ہی اُمتِ مسلمہ بنانا جو پہلے مخاطب وہی ہوں اور سب سے پہلے قبول کرنے والے بھی وہی ہوں۔

پس یہاں یہ بتایا ہے کہ وہ امت جو حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کی ذریت سے پیدا ہونے والی ہے وہ اُمتِ مسلمہ بنے۔ اس نبی کا انکار نہ کرے۔ اس نبی پر ایمان لا کر جو ذمہ داریاں اس کے کندھوں پر پڑیں وہ ان کو نباہنے کی توفیق اور استعداد رکھنے والی ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم ان کو ایسی قوم بنانا چاہتے ہیں اور اسی غرض سے ہم نے خانہ کعبہ کی از سرِ نو تعمیر کروائی ہے۔

اکیسواں مقصد

یہاں یہ بیان فرمایا کہ

أَرِنَا مَنَاسِكَنَا

اس میں اس طرف اشارہ فرمایا کہ مکہ معظمہ سے ایک ایسا رسول پیدا ہوگا جو دنیا کی طرف اس وقت آئے گا جب وہ اپنی روحانی اور ذہنی نشو و نما کے بعد ایسے مقام پر پہنچ چکی ہوگی کہ وہ کامل اور مکمل شریعت کی حامل بن سکے۔ ایسی شریعت جس میں پہلی شریعتوں کے مقابلہ میں لچک ہے ایسی شریعت جس میں مناسب حال عمل کرنے کی تعلیم دی گئی ہے اور ایسی شریعت جو ہر قوم اور ہر زمانہ کی ضرورتوں کو پورا کرنے والی ہے۔ اَرِنَا مَنَاسِكَنَا ہمارے مناسب حال جو کام اور جو عبادتیں ہیں جو ذمہ داریاں ہیں وہ ہمیں دکھا اور سکھا یعنی قرآنی شریعت کو ہم پر نازل فرما۔

پس اَرِنَا مَنَاسِكَنَا میں یہ بتایا گیا ہے کہ جب وہ رسول آئے گا اس کا تعلق دنیا کی ساری اقوام سے ہوگا اور ہر زمانہ سے ہوگا۔ پس دعا کرتے رہو کہ اے ہمارے رب اقوام کی ضرورتوں اور طبیعتوں میں فرق اور زمانہ زمانہ کے مسائل میں فرق کے پیش نظر شریعت ایسی کامل اور مکمل بھیجیو کہ جو ہر قوم کی فطری تقاضوں کو پورا کرنے والی ہو اور ہر زمانہ کے مسائل کو وہ سلجھانے والی ہو۔ قیامت تک زندہ رہنے والی ہو تا جس غرض کے لئے اللہ تعالیٰ نے خانہ کعبہ کی بنیاد رکھی ہے وہ پوری ہو۔

بائیسویں غرض

اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ

تُبْ عَلَيْنَا

اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ جو آخری شریعت یہاں نازل کی جائے گی اس کا بڑا گہرا تعلق ربِ تواب سے ہوگا اور اس شریعت کے پیرو اس حقیقت کو پہچاننے والے ہوں گے کہ توبہ اور مغفرت کے بغیر معرفت کا حصول ممکن نہیں ہے اس لئے وہ بار بار اس کی راہ میں قربانیاں بھی دینے والے ہوں گے اور بار بار اس کی طرف رجوع بھی کرنے والے ہوں گے اور کہیں گے کہ اے خدا ہماری خطاؤں کو معاف کر دے۔ وہ ایسی قوم ہوگی کہ جو نیکی کرنے کے بعد بھی اس بات سے ڈر رہی ہوگی کہ کہیں ہماری نیکی میں کوئی ایسا رخنہ نہ رہ گیا ہو جس سے ہمارا رب ناراض ہو جائے۔ وہ ہر وقت استغفار اور توبہ میں مشغول رہنے والی قوم ہوگی۔

تئیسواں مقصد

اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ

کہ ہم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا مولد اسے بنانا چاہتے ہیں ہم اسے ایسا مقام بنانا چاہتے ہیں کہ جس کے ماحول میں تضرع اور ابتہال کے ساتھ، عاجزی اور انکسار کے ساتھ، عشق اور محبت کے ساتھ کی گئیں دعاؤں کے نتیجہ میں ہم اپنے ایک عبد (صلعم) کو محمدیت کے مقام پر کھڑا کریں اور اس کے ذریعہ سے ایک ایسی شریعت کا قیام ہوگا اور ایک ایسی امت کو جنم دیا جائے گا کہ جو زندہ نشان اپنے ساتھ رکھتی ہوگی یتلوا علیہم آیاتک اور زندہ خدا کے ساتھ اور زندہ نبی کے ساتھ زندہ شریعت کے ساتھ ان کا تعلق ہوگا اور ان کو کامل شریعت کا سبق دیا جائے گا لیکن ناسمجھ بچوں کو جس طرح کہا جاتا ہے ان سے یہ نہیں کہا جائے گا کہ ہم کہتے ہیں اور تم مانو۔ اللہ تعالیٰ ان کی عقل اور فراست کو تیز کرنے کے لئے اپنے احکام کی حکمت بھی ان کو بتائے گا اس نبی کے ذریعہ اور اس طرح وہ کچھ ایسے پاک کر دیئے جائیں گے کہ اس قسم کی پاکیزگی کسی پہلی قوم کو حاصل نہ ہوئی ہوگی اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے جسے ہماری عقل بھی تسلیم کرتی ہے کیونکہ اگر پہلی اُمتوں پر ناقص شریعتوں کا نزول ہوا اور اس ناقص راہ نمائی کے نتیجہ میں ان کا تزکیہ ہوا تو وہ تزکیہ کامل نہیں وہ ان کی فطرت کے مطابق، ان کی استعداد کے مطابق، ان کی قوت کے مطابق تو ہے لیکن وہ کامل تزکیہ نہیں ہے۔ کیونکہ جو تعلیم انہیں دی گئی ہے وہ کامل نہیں کیونکہ ان کی استعداد ابھی کامل نہیں۔ پھر جب وہ قوم پیدا ہوگئی جو کامل شریعت کی حامل ہونے کی استعداد رکھتی تھی تو ان میں سے جن لوگوں نے انتہائی قسم کی قربانیاں دے کر اور خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے اس کے تمام احکام پر عمل کر کے اور تمام نواہی سے بچتے ہوئے اس کے حضور گریہ و زاری میں اپنی زندگی گزاری ان کو جو تزکیہ نفس حاصل ہوگا (محض خدا تعالیٰ کے فضل سے نہ کہ ان کے اعمال کے نتیجہ میں) وہ ایک ایسا کامل تزکیہ ہوگا وہ ایک ایسی مکمل طہارت اور پاکیزگی ہوگی اللہ تعالیٰ کی ایسی خوشنودی اور رضا ہوگی کہ اس قسم کی رضا پہلی قوموں نے حاصل نہیں کی ہوگی

پس اللہ تعالیٰ یہاں فرماتا ہے کہ تئیسویں غرض بیت اللہ کے قیام کی یہ ہے کہ ایک خیر الرسل صلے اللہ علیہ وسلم دنیا کی طرف مبعوث کیا جائے اور پھر انسان کو اس ارفع مقام پر لا کھڑا کیا جائے جس ارفع مقام پر کھڑا کرنے کے لئے ہم نے اسے پیدا کیا تھا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے

کہ وہ ہمیں بھی اپنے فضل سے ان بندوں میں شامل کرے کہ ہم تو انتہائی طور پر کمزور، دو نالائق اور خطا کار اور گنہگار اور ناسمجھ اور شہواتِ نفسانیہ میں پھنسے ہوئے ہیں لیکن اگر وہ چاہے اور اس کا فضل ہم پر نازل ہو تو ہر قسم کے گند سے وہ ہمیں اٹھا کر پاکیزگی کی اُن رفعتوں تک پہنچا سکتا ہے جس کا وعدہ اُس نے اُمتِ مسلمہ سے کیا ہے۔

آئندہ خطبات میں ان شاء اللہ ان تئیس مقاصد اور اغراض کو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ جس طرح پورا کیا گیا ہے اس کی تفصیل بیان کروں گا آہستہ آہستہ میں آپ کو اس طرف لا رہا ہوں جس کی طرف میں نے پہلے بھی اشارہ کیا ہے کہ ایک اہم امر کی طرف اللہ تعالیٰ نے میری توجہ کو پھیرا ہے اور جماعتی تربیت کے لئے

وہ پروگرام بڑا ہی اہم ہے

بہرحال میں کوشش کر رہا ہوں آپ کو ذہنی طور پر تیار کرنے کی مگر کیا اور میری زبان میں اثر کیا؟ جب تک اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے میری زبان میں اثر پیدا نہ کرے اور آپ کے دلوں کو اس اثر کے قبول کرنے کی توفیق عطا نہ کرے۔ اس لئے آپ دعائیں کرتے رہیں۔ میں بھی دعا کر رہا ہوں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہماری جماعت سے وہ کام لے جس کام کے لئے اس نے اسے قائم کیا ہے ✽

دعائے مغفرت

ہمارے والد صاحب جناب ملک بشیر احمد صاحب آف آرہ ضلع مونگھیر بہار ایک لمبے عرصے کی علالت [illegible] ہمارے پاس مورخہ ۱۳ کو وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ موصوف جناب ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب مرحوم کے تیسرے صاحبزادے تھے۔ اُن کو صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہونے کا شرف حاصل تھا اور جماعت کے پرانے بزرگوں میں سے تھے۔ ابتدائی تعلیم قادیان میں اور پھر اسلامیہ کالج لاہور میں پائی۔ صوبہ بہار کی مختلف جگہوں میں مدرسی کے سلسلے میں رہے۔ اور ۱۹۵۳ء میں ریٹائر ہونے کے بعد اپنے وطن آرہ میں رہے۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ مغفرت اور بلند درجات کے لئے دعا فرمائیں۔

شریف احمد

جلسہ سالانہ قادیان بابت ۱۹۶۶ء کی ایک روح پرور تقریر

ذکر حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام

مرتبہ مکرم مولانا محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیان

(۳)

(۲) تیسرا حصہ اس مضمون کا مخلوق خدا پر آپ کی شفقت کا ہے۔ آپ نے اپنے ماننے والوں کے لئے جو چند شرائط بیعت ضروری قرار دی ہیں اور جو سچا مسلمان احمدی بننے کے لئے بنیاد کے طور پر ہیں ان میں آپ نے ایک شرط یہ رکھی ہے کہ "عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح۔ اور عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور نعمتوں سے بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچائے گا۔" (اشتہار تکمیل تبلیغ)

یہ ہے آپ کی دلی ہمدردی اور شفقت کا سلوک جسے اپنے شرائط میں داخل کر کے ہر ایک احمدی کو اس کے مطابق ڈھالنا چاہا ہے اور جس کے بغیر کوئی شخص سچا احمدی نہیں ہو سکتا۔ یہ کیسا اعلیٰ اور شاندار اصول ہے جسے آپ نے نہ صرف خود اپنایا بلکہ اسے اپنی جماعت کے ہر فرد کے لئے لازم و ضروری قرار دیا ہے آپ نے فرمایا:۔

"میں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے۔ میں بنی نوع انسان سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے ایک والدہ مہربان اپنے بچوں سے کرتی ہے بلکہ اس سے بڑھ کر۔ میں صرف ان باطل عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بدعملی اور بداخلاقی سے بیزاری میرا اصول ہے۔" (اربعین ملا)

طاعون کے دنوں میں آپ نے فرمایا:۔

"الٰہی! اگر یہ لوگ طاعون کے عذاب سے ہلاک ہو گئے تو پھر تیری عبادت کون کرے گا؟"

اس سے مخلوق خدا سے ہمدردی کا پتہ لگتا ہے جس کا اظہار آپ نے اوپر فرمایا ہے جیسا کہ ڈاکٹر کلارک امرتسر آپ پر جھوٹا خونی مقدمہ دائر کر کے مقدمہ میں ناکام ہو گیا۔ اور یہ فیصلہ حضرت اقدس علیہ السلام کے حق میں ہو کر آپ صاف بری قرار دیئے گئے۔ تو کپتان ڈگلس نے جس نے اس مقدمہ کا فیصلہ کیا تھا آپ سے ذکر کیا کہ آپ ڈاکٹر کلارک پر مقدمہ چلانا چاہتے ہیں تو آپ کو اس کا قانونی حق حاصل ہے اس پر آپ نے بلا توقف فرمایا:۔

"میں کوئی مقدمہ کرنا نہیں چاہتا میرا مقدمہ آسمان پر ہے۔"

(سیرت مسیح موعود مصنفہ شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی)

دشمنوں کے ساتھ حسن سلوک

آپ ساری دنیا کے لئے ابر رحمت تھے۔ قادیان کے بعض مخالف ہندو باوجود شدید عداوت اور مخالفانہ کارروائیوں کے اپنی تکلیف و بیماری میں آپ کی طرف رجوع کرتے تھے۔ آپ ہمیشہ ہی ان سے ہمدردی و شفقت و احسان سے پیش آتے تھے۔ اور ان کی امداد کرنا اپنا فرض سمجھتے تھے اور پھر ان کی امداد کر کے دل میں خوشی محسوس کرتے تھے منارہ کی تعمیر کی رکاوٹ پر جب افسر قادیان میں آیا اور وہ لالہ بڈھا مل اور بعض اور دیگر مخالف ہندوؤں اور مسلمانوں کو ساتھ لے کر آپ سے ملا تو آپ نے فرمایا منارہ کی غرض ان لوگوں کو تکلیف دینا نہیں اور فرمایا یہ کام تو محض دینی غرض سے کیا جا رہا ہے۔ اور نیز آپ نے فرمایا یہ لالہ بڈھا مل صاحب ہیں آپ ان سے دریافت کر لیجئے کہ کیا کبھی کوئی ایسا موقع آیا ہے کہ جب یہ مجھے کوئی نقصان پہنچا سکتے ہوں اور انہوں نے اس موقعہ کو خالی جانے دیا ہو۔ اور پھر انہی سے پوچھئے کہ کیا کبھی ایسا ہوا کہ انہیں فائدہ پہنچانے کا کوئی موقع مجھے ملا ہو اور میں نے اس سے دریغ کیا ہو۔ لالہ صاحب اپنا سر نیچا ڈالے سب کچھ سنکر چپ ہو رہے اور ایک لفظ بھی منہ سے نہ نکالا۔ غرض آپ اپنوں اور بیگانوں سبھی کے لئے رحمت کی بارش تھے۔

آپ کی مہمان نوازی کا ایک واقعہ بیان کر رہا ہوں مولانا ابو الکلام آزاد کے بڑے بھائی مولانا ابو النصر صاحب مرحوم نے جو قادیان میں آپ کی مہمان نوازی کا حال دیکھا تو اخبار وکیل امرتسر میں لکھا

"میں نے کیا دیکھا؟ قادیان دیکھا۔ مرزا صاحب سے ملاقات کی اور ان کا مہمان رہا مرزا صاحب کے اخلاق اور توجہ کا مجھے شکریہ ادا کرنا چاہیے۔ اکرام ضیف کی صفت خاص اشخاص تک محدود نہ تھی۔ چھوٹے سے لے کر بڑے تک ہر ایک نے بھائی سا سلوک کیا۔ ...... مرزا صاحب کی صورت نہایت شاندار ہے جس کا اثر بہت قوی ہوتا ہے۔ آنکھوں میں ایک خاص طرح کی چمک اور کیفیت ہے اور باتوں میں ملائمت ہے طبیعت منکسر مگر حکومت خیز۔ مزاج ٹھنڈا مگر دلوں کو گرما دینے والا۔ بردباری کی شان نے انکساری کی کیفیت میں اعتدال پیدا کر دیا تھا۔ گفتگو ہمیشہ اس نرمی سے کرتے کہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا متبسم ہیں۔ مرزا صاحب کے مریدوں میں میں نے بڑی عقیدت دیکھی۔ اور انہیں بہت خوش اعتقاد پایا۔ ...... مرزا صاحب کی وسیع الاخلاقی کا یہ ادنیٰ نمونہ ہے کہ اثنائے قیام کی متواتر نوازشوں پر بایں الفاظ مجھے مشکور ہونے کا موقع دیا کہ ہم آپ کو اس وعدہ پر واپس جانے کی اجازت دیتے ہیں کہ آپ پھر آئیں اور کم از کم دو ہفتہ قیام کریں۔ ...... میں جس شوق کو لے کر گیا تھا اسے ساتھ لایا اور شاید وہی شوق مجھے دوبارہ لے جائے۔"

(اخبار وکیل امرتسر)

تمام بزرگوں کا احترام

آپ کو غیر مسلم اقوام کے مسلمہ مذہبی پیشواؤں اور بزرگوں کی عزت کا بڑا پاس تھا۔ آپ ان کو بڑی عزت کی نظر سے دیکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ ہر انسان کا فرض ہے کہ سبھوں کی طرح ان کی عزت کرے اور ہتک کا مرتکب نہ ہو۔ اپنے مسلک کے متعلق فارسی اشعار میں فرماتے ہیں۔

"ہم ان تمام رسولوں کا خادم ہوں جو خدا کی طرف سے آتے رہے ہیں اور میرا نفس ان پاک روحوں کے دروازے پر خاک کی طرح پڑا ہے ہر رسول جو خدا کا رستہ دکھانے کے لئے آیا خواہ وہ کسی زمانہ اور کسی ملک میں آیا ہو میری جان اس خادم دین پر قربان ہے۔"

شدید مخالف چچا زاد بھائیوں سے آپ کا حسن سلوک

آپ کے چچا زاد بھائی آپ کے شدید ترین دشمن تھے ایک دفعہ انہوں نے آپ کی اور جماعت کی ایذا رسانی کے لئے آپ کے گھر کے قریب والی مسجد مبارک کے رستہ میں دیوار کھینچ کر نمازیوں اور ملاقاتیوں کا رستہ بند کر دیا اور آپ گھر کے اندر گھر کر رہ گئے۔ عدالتی چارہ جوئی کرنا پڑی۔ لمبا عرصہ کے بعد خدائی بشارات کے مطابق فیصلہ آپ کے حق میں ہوا اور وہ دیوار گرائی گئی۔ وکیل نے آپ کی اطلاع اور اجازت کے بغیر ان کے خلاف خرچہ کی ڈگری حاصل کر کے قرقی کا حکم جاری کرایا۔ اس پر انہوں نے آپ کو کہلا بھیجا کہ بھائی ہو کر ہمیں کیوں ذلیل و خوار کرنے لگے ہو۔ اس پر آپ اپنے وکیل سے ناراض ہوئے اور ڈگری واپس کرائی۔ اور ان کو جواب بھجوایا کہ آپ بالکل مطمئن رہیں کوئی قرقی نہیں ہو گی یہ ساری کارروائی میرے علم کے بغیر ہوئی ہے آپ نے اپنے مظلوم اور ان کے ظالم ہوتے ہوئے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح عفو عظیم سے درگزر و حسن سلوک کا عدیم المثال نمونہ دکھایا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی فتح مکہ کے موقع پر اپنے ظالم جانی مغلوب دشمن قوم سے فرمایا تھا کہ جاؤ تم آزاد ہو میری طرف سے تم پر کوئی سرزنش و گرفت نہیں۔ (سیرت المہدی)

لہٰذا ظلم کا عفو سے انتقام

یہ آپ حضرات کے لئے سوچنے کا مقام ہے کہ ایسا نمونہ کسی ہرکارہ و جاہ دار نے کبھی ظہور میں آیا ہے؟ ہرگز نہیں یہ نبیوں ہی کی شان ہے کہ وہ اپنے بے نظیر

سلوک سے دنیا کے لئے نمونہ قائم کر لے ہیں ساری دنیا باوجود اختلاف قوم و ملت آپ کے لئے ایک خاندان کا رنگ رکھتی تھی اور آپ سب اپنے عزیزوں کی طرح سمجھتے تھے اور دشمنوں تک سے آپ محبت کا برتاؤ کرتے تھے۔ آپ ان کے سچے دل خیر خواہ تھے۔ چنانچہ آپ نے خود فرمایا:۔

"بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی میں میرا یہ مذہب ہے کہ جب تک دشمنوں کے لئے بھی دعا نہ کی جائے پورے طور پر سینہ صاف نہیں ہوتا۔۔۔۔ ۔۔۔۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی سے مسلمان ہوئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے لئے اکثر دعا کیا کرتے تھے ۔۔۔۔ شکر کی بات ہے کہ ہمیں اپنا کوئی دشمن نظر نہیں آتا۔ جس کے واسطے دو تین مرتبہ دعا نہ کی ہو ایک بھی ایسا نہیں اور یہی میں تمہیں کہتا ہوں ۔۔۔۔ پس تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو تمہیں چاہیئے تم ایسی قوم بنو جس کی نسبت آیا ہے کہ انھم قوم لا یشقی جلیسھم۔ یعنی وہ ایسی قوم ہے کہ ان کا ہم جلیس (اور ان کے ساتھ چلنے والا) بدبخت نہیں ہوتا اور ان کی نیکی اور ہمدردی سے محروم نہیں رہتا۔"

(ملفوظات جلد سوم)

غرضیکہ ہمدردی بنی نوع انسان کے لئے آپ اسی طرح کامل نمونہ تھے جس طرح حضرت بانی اسلام علیہ السلام تھے کہ آپ سے بڑھ کر بنی نوع کا کوئی ہمدرد و خیر خواہ نہ تھا۔

لالہ ملاوامل ایک کٹر آریہ تھے وہ آپ کی خدمت میں اکثر آیا کرتے تھے اور اپنے مذہبی تعصب میں کسی آریہ سے کم نہ تھے۔ وہ ایک دفعہ دق کی مرض میں مبتلا ہو گئے اور مایوسی سے آپ کی خدمت میں آکر رونے لگے۔ اور آپ کے عبر معمولی اخلاق کی وجہ سے آپ سے دعا کی درخواست کی آپ کو ان کی حالت پر ترس آیا اور دل جوش سے بھر گیا آپ نے ان کے لئے خاص توجہ اور درد دل سے باری تعالےٰ کے آگے دعا کی۔ اس پر اللہ کی طرف سے آپ کو دعا کی قبولیت اور ان کی شفایابی صحت کے متعلق الہام ہوا یا نار کونی بردا وسلاما یعنی اے بخار کی آگ تو اس بیمار پر ٹھنڈی ہو جا اور اس کی سلامتی بن جا۔ چنانچہ ان کو یہ خبر دے دی گئی کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف سے ان کے لئے شفا مقدر ہو چکی ہے اور یہ ضرور صحتیاب ہو جائیں گے۔ چنانچہ اس کے بعد لالہ صاحب موصوف اس بیماری سے جلد شفا پا گئے۔ اور کافی لمبی عمر پائی۔ اور یہ واقعہ خود اپنی زبان سے کئی لوگوں کے سامنے بیان کیا۔

لالہ شرمپت بھی کٹر آریہ تھے۔ مگر وہ بھی آپ کے پاس آمد و رفت رکھتے تھے۔ انہوں نے آپ کے بہت سے نشانات دیکھ کر بھی ان کی تصدیق نہ کی۔ ان کی عیادت کے لئے اس وقت تک ان کے محلہ اور تنگ گلیوں سے ہوتے ہوئے ان کے تنگ مکان پر تشریف لے جاتے رہے۔ اور ہر طرح تسلی دیتے رہے اور ان کی صحت کے لئے دعا بھی فرماتے رہے کہ لالہ صاحب صحتیاب ہو گئے۔ غرضیکہ آپ کی ساری زندگی شفقت علی الناس سے بھری ہوئی ہے عام رواداری اور ہمدردی اور دلداری آپ کا دن رات کا شیوہ تھا۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے۔ کہ

"ہمارے بڑے اصول دو ہیں۔ اول خدا کے ساتھ تعلق صاف رکھنا اور دوسرے اس کے بندوں کے ساتھ ہمدردی اور اخلاق سے پیش آنا؟"

آریہ اخبار شبھ چنتک کے ایڈیٹر و مینیجر و پبلشر وغیرہ جو اپنے اخبار میں آپ کی توہین کرتے اور گالیاں دیتے رہتے تھے ان میں سے اچھر چند اور اس کا ساتھی بھگت رام طاعون سے مر گئے۔ اور ایڈیٹر سومراج بیمار پڑا تھا اس نے حکیم مولوی عبید اللہ صاحب جن کو قادیان کے ہندو سکھ خوب جانتے تھے کی طرف رجوع کیا۔ انہوں نے حضرت اقدس علیہ السلام سے اس کے علاج کے لئے اجازت مانگی۔ تو آپ نے کمال شفقت سے فرمایا آپ علاج ضرور کریں کیونکہ انسانی ہمدردی کا تقاضا ہے مگر میں آپ کو بتا دیتا ہوں کہ یہ شخص بچے گا نہیں۔ حکیم صاحب موصوف نے ہمدردانہ طور پر علاج کیا مگر سومراج بچ نہ سکا۔"

(الحکم ۱۰ر اپریل ۱۹۰۷ء)

اس بارہ میں ایک اور واقعہ بھی پیش کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ اطلاع ملی کہ مرزا نظام الدین صاحب جو آپ کے چچا زاد بھائیوں میں سے تھے، اور آپ کے اشد ترین مخالف تھے بیمار ہیں۔ آپ سنتے ہی ان کی بیمار پرسی کے لئے ان کے مکان پر تشریف لے گئے۔ اس وقت ان پر بیماری کا شدید حملہ ہو چکا تھا اور ان کا دماغ بھی اس سے متاثر تھا۔ آپ نے ان کے پاس جا کر ان کی حالت دیکھی اور ان کے لئے جو مناسب خیال فرمایا علاج تجویز کیا۔ اس علاج کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے صحتیاب ہو گئے۔ غرضیکہ آپ نے ان سے پوری طرح ہمدردی کی۔ حالانکہ یہ وہی بھائی تھے جنہوں نے آپ کے خلاف بعض جھوٹے مقدمات کھڑے کئے تھے۔ اور مخالفت میں پیش پیش تھے۔ اور اپنی مخالفت کو یہاں تک پہنچا دیا تھا کہ آپ کے گھر کے ارد گرد دیوار کھینچنے کے علاوہ بعض غریب احمدیوں کو ایسی ذلت آمیز اذیتیں پہنچائیں کہ جن کے ذکر سے انسان کی طبیعت حجاب محسوس کرتی ہے مگر پھر بھی آپ کی شفقت و ہمدردی کا یہ حال تھا کہ شدید معاند دشمن کو بھی اپنی رحمت و ہمدردی سے محروم نہ رکھا۔ ابتدائی ایام کا واقعہ ہے کہ مدرسہ احمدیہ جہاں واقع ہے وہاں ایک کمرہ اسی جگہ پر جماعت کی طرف سے بنایا جانے لگا تو ان لوگوں نے شدید مخالفت کر کے اس کے رستہ میں نہ صرف یہ کہ روڑے ہی اٹکائے بلکہ کام کرنے والے مزدوروں کے ہاتھ سے سامان بھی چھین لیا اور ان کو کام سے محروم کر دیا جس پر آپ کو علم ہوا تو فرمایا کہ اور سامان خرید لو۔ چنانچہ کچھ سامان خریدا گیا۔ اور وہ کمرہ رات کے وقت اندھیرے میں خاموشی سے مکمل کر لیا گیا۔ مگر آہستہ آہستہ حضور کے نرم رویہ اور ہمدردی نے فضا بدل دی۔ یہ اپنی آخری عمر میں مخالفت سے ہٹ کر خاموش ہو گئے۔

اعلانِ معافی

ملک محمد بشیر صاحب درویش قادیان کو ان کی بعض دفتری بے ضابطیوں اور کوتاہیوں کی بنا پر صدر انجمن احمدیہ قادیان سے باہر بھجوا دیا تھا۔ اب انہیں نظام سلسلہ کی طرف سے معاف کر دیا گیا ہے۔

ناظر امور عامہ قادیان

اعلان
برائے ناصرات الاحمدیہ بھارت

ناصرات الاحمدیہ کے آئندہ امتحان کے لئے بڑے گروپ کے لئے "مختصر تاریخ احمدیت" اور نصف پارہ اول باترجمہ مقرر کیا گیا ہے۔

چھوٹے گروپ کے لئے "راہ ایمان" نصف اور نماز باترجمہ مقرر کی گئی ہے۔

تمام لجنات سے درخواست ہے کہ وہ اپنی اپنی جگہ ناصرات الاحمدیہ کے ہر دو گروپ کو تیار کرائیں امتحان انشاء اللہ جولائی کے آخری ہفتہ میں لیا جائیگا۔ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان

درخواستہائے دعا

(۱) خاکسار نے میٹرک کا امتحان دیا ہے کامیابی کی دعا فرمائی جائے۔

(۲) میرے چچا زاد بھائی دبیر الحسن کو مختصر پیری یونیورسٹی کے امتحانات کے قریب ہونا ہے کامیابی کی درخواست ہے۔ خاکسار سید مظفر احمد سید نسیم تھولی ضلع مونگھیر

دعائے مغفرت

افسوس جناب شیخ عبد الحمید صاحب عاجز ناظر بیت المال قادیان کی خواہر نسبتی صاحبہ یعنی اہلیہ صاحبہ محترم ملک محمد طفیل صاحب سپرنٹنڈنٹ لاہور مورخہ ۲۶ کو گاہ برگ لاہور میں اچانک حرکت قلب بند ہو جانے سے وفات پا گئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

اتفاق سے مکرم عاجز صاحب اور ان کی بڑی بیٹی عزیزہ نعیمہ بیگم صاحب پاسپورٹ پر چند روز کے لئے پاکستان گئے ہوئے تھے۔ اس طرح دونوں باپ بیٹی کو بھی مرحومہ کے جنازہ اور تجہیز و تکفین میں شامل ہونے کا موقعہ مل گیا۔ مرحومہ کی چار بچیوں اور تین لڑکوں میں سوائے ایک بڑے لڑکے کے جو لندن میں تھے اور بیٹی اہلیہ صاحبہ جناب عابد صاحب جو قادیان میں ہیں باقی تمام رشتہ دار جنازہ سے قبل گاہ برگ پہنچ گئے۔

ادارہ بدر اس موقعہ پر جناب ملک محمد طفیل صاحب لاہور۔ محترم عاجز صاحب اور آپ کی اہلیہ صاحبہ اور دیگر تمام رشتہ داروں سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے دعاگو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین۔

خداوند یسوع مسیح کی دلہن

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

وہ رسوم جنہیں دیکھ کر دنیا میں مذہب کے خلاف عام بد عقیدگی پھیلی اور نقادوں نے خدا و رسول کو تنقید کا نشانہ بنایا۔ ان میں ایک رسم وہ ہے جس کا تعارف ہم لوگوں سے سنڈے اسٹینڈرڈ بمبئی مورخہ ۵ دسمبر ۱۹۶۵ء کے ایک خصوصی نامہ نگار نے کرایا ہے۔

نامہ نگار نے اپنی طرف سے اس مضمون کا جو عنوان باندھا ہے۔ اس سے تو آپ نے یہ خیال کیا ہوگا کہ اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی رفیقۂ حیات کا ذکر ہوگا۔ خیر ہم تو مسلمانوں کے قائل ہیں کہ آپ نے شادی کی۔ اولاد سے نوازے گئے اور دنیا میں وجاہت کی زندگی گذاری مگر اسٹینڈرڈ کے اس نامہ نگار نے خداوند یسوع مسیح کی جس "دلہن" کا ہم لوگوں سے تعارف کرایا ہے وہ سہاگ اور وصال کی نعمت سے کبھی ہمکنار نہیں ہوتی۔ لباس عروسی پہن کر بیٹھتی ہے مگر ایک خیالی صنم کے لئے وہ مذہبی تکبیریں اور دینی پیشوا کی دعائیں لے کر سالہا سال حجلۂ عروسی میں ضرور بیٹھی رہتی ہے مگر کسی سے بغلگیر ہونے نہیں پاتی۔ فطری طور پر اپنے جنسی جذبات کو کچلنے کے لئے۔

سنڈے اسٹینڈرڈ کا نامہ نگار یوں رقمطراز ہے کہ رومن کیتھولک چرچ کا ایک ایسا بین الاقوامی نظام پایا جاتا ہے جس کی طرف سے عیسائی دوشیزاؤں اور مسیحی ناکتخدا لڑکیوں کو اس بات کی دعوت دی جاتی ہے کہ وہ خداوند یسوع مسیح کی دلہن بنیں۔ دلہن بننے کی دعوت اور وہ بھی ایک دلفریب یعنی خدا یا خدا کے بیٹے کی بیوی اور کنواری مریم کی بہو بننا تو ہر عیسائی دوشیزہ ہی کو جس کو یہ پسند ہوگا۔ مگر اس نامہ نگار کا کہنا ہے کہ اب عیسائی لڑکیاں ایسی شادی میں بہت کم دلچسپی لیتی ہیں۔ اس لئے خداوند یسوع مسیح کی ایک دلہن کے "ایثار نفس" کے قصہ کی یہ طائفہ کے رومن کیتھولک اخبارنویس کی طرف سے اشاعت کی اجازت دی گئی۔ شاید اس ذریعہ سے بھی دوشیزاؤں کو یہ رشتہ قبول کرنے کی ترغیب ہو۔

یہ ایک ۲۲ سالہ حسینہ کی رسم عروسی کا قصہ ہے۔ اس حسینہ کا نام Eileen Ainsworth ہے۔ یہ ایک اسکول کی ٹیچر تھی۔ اور کھیل کود میں بہت شغف رکھتی تھی۔ ایک دن اس نے اپنے کو یسوع مسیح کی دلہن بننے کے لئے پیش کیا۔ جس کو چرچ کی اصطلاح میں Carmelite nun کہتے ہیں۔ ایسی ننوں کا وجود چرچ میں پندرھویں صدی عیسوی سے پایا جاتا ہے مگر پہلے اس تقریب کی اجازت نہیں تھی۔ انڈین ایکسپریس کی درخواست پر سب سے پہلے کارڈینل ہون نے Eileen کی رسم عروسی کی اشاعت کی اجازت دی۔ یہ رسم Barken Head کے کونونٹ میں مذہبی اہتمام سے منائی گئی۔ وہ پادری جس کی نگرانی میں یہ رسم عروسی منعقد ہوئی۔ اس کا نام Fr. Bernard Kearns ہے۔ Carmelite Eileen کو Nun بننے کے بعد Sister Elizabeth آف ٹرینیٹی کا خطاب دیا گیا۔

Eileen کی رسم عروسی اس طرح منائی گئی۔ اسے دلہن کا لباس پہنایا گیا۔ ہاتھ میں پھولوں کا گلدستہ دیا گیا۔ مذہبی گیت گائے گئے۔ چرچ کے بزرگوں نے دعائیں دیں۔ اور ایک نگران پادری نے یہ تقریر کی کہ

میاں بیوی کا رشتہ ایک نہ ایک دن ٹوٹ ہی جاتا ہے یا بیوی مر جاتی ہے۔ اس لئے یہ شادی حقیقی شادی نہیں حقیقی شادی یہ ہے کہ یسوع مسیح کی دلہن بن کر دنیا کو تیاگ دو!

یہ تقریر کرکے اس نے ۲۲ سالہ حسینہ کو ایک کمرے میں بند کر دیا۔ جس کی ایک کھڑکی میں اس طرح لوہے کی موٹی موٹی سلاخیں لگی تھیں۔ جس طرح درندوں کے پنجروں میں لگی ہوتی ہیں پھر اس حجلۂ عروسی کے دروازے کے پاس یہ اعلان کیا گیا کہ یہ دوشیزہ اب زندگی بھر یوں ہی اس کمرے میں بند رہے گی۔ اب کوئی اس سے ملاقات نہیں کر سکتا سوائے اس کے والدین کے۔ اور وہ بھی مہینہ میں صرف ایک مرتبہ محض آدھ گھنٹے کے لئے۔ یہ نہ اخبار پڑھ سکتی ہے۔ نہ ریڈیو سن سکتی ہے۔ نہ ٹیلیویژن دیکھ سکتی ہے یہ تالا جو اس آہنی دروازے میں لگایا گیا ہے۔ اب اس کی موت کے بعد ہی کھلے گا

اس لڑکی کی ماں ہر مہینے محض آدھ گھنٹے کے لئے پہنچتی اس لخت جگر سے ملنے آتی ہے اور اس سے اس طرح ملتی ہے جس طرح جیل خانوں میں مجرم قیدیوں سے ملاقات کی جاتی ہے۔

اخبار مذکور میں اس منظر کا فوٹو بھی دیا گیا ہے۔ جب لڑکی کو لباس عروسی پہنایا جاتا ہے۔ اور اس منظر کا بھی جب وہ کمرے میں بند کر دی جاتی ہے۔ وہ آخری بار سلاخوں کے پیچھے سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دنیا کا نظارہ کرتی ہے۔ کیسا بھیانک ہے وہ منظر۔ اس کی آنکھوں اور چہرے سے انتہائی خوفناک وحشت برس رہی ہے۔

چرچ کے زیر انتظام عورتوں کے حقوق کی جس بیدردی سے پامالی ہوئی ہے۔ ایسی دوشیزاؤں کی زندگی اس پر گواہ ہے۔ یہ شادی ہے یا بیوگی۔ جنسی جذبات کی تسکین ہے یا افسوسناک و شرمناک تشنگی۔ یہ مذہب کی پاکیزہ تعلیم ہے یا بہیمانہ سرشت پیشواؤں کی قابل نفرت تلقین؟

اگرچہ چرچ نے اس ظالمانہ نظام کو انتہائی صیغہ راز میں رکھا ہے۔ سنڈے اسٹینڈرڈ کے خصوصی نامہ نگار نے اس کا پردہ فاش کر دیا۔ وہ لوگ جنہیں اسلامی معاشرے میں عورتیں مظلوم نظر آتی ہیں۔ ان کو چرچ کے اس نظام پر بھی ذرا غور کرنا چاہیئے۔ ایسا بھیانک ظلم اور وہ بھی صنف نازک پر۔ مسلمانوں کا دور تنزل بھی اس کو برداشت نہیں کر سکتا۔ اسلامی شادی بیاہ پر اعتراض کرنے والو۔ ذرا اپنی بیٹیوں کی اس دردناک زندگی پر بھی غور کرو۔ اس سے بدتر عذاب اور کیا ہو سکتا ہے۔ جو چرچ نے تم پر مسلط کیا ہے۔ خدارا چرچ کے اس نظام کہنہ کو جتنی جلد ممکن ہو اکھیڑ کر پھینک دو۔

اور اس نظام میں ترمیم و اصلاح کرنے کی بجائے اسلامی نظام کو فروغ دینے کی کوشش کرو کہ یہی نجات کا آخری راستہ ہے۔

درخواست دعا

ہمارے محترم بھائی خان ظہور اللہ صاحب سیاک ہے۔ اینڈ کے ملیشیا جو ایک مخلص احمدی نوجوان ہیں جیپ کے حادثہ میں شدید زخمی ہو گئے ہیں۔ اور اس وقت وہ اس ملٹری ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ خبروں سے پتہ لگا ہے کہ خان ظہور اللہ صاحب کی حالت شدید نازک ہے۔ آپ موضع باڑی پورہ سکداخہ خدنان اور مکرم بشیر اللہ خان صاحب کے فرزند ہیں۔ احباب جماعت موصوف کی شفا کاملہ عاجلہ کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ تمام متعلقین کی پریشانی دور کرے۔ آمین۔

خاکسار سعید احمد ڈار امام آسنور رشو پیاں کشمیر

دعا کی تحریک

میرے والد جناب سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت ہائے حیدرآباد و سکندرآباد ابھی کچھ ہی عرصہ قبل درد گردہ سے کئی دن علیل رہے جماعت کے بزرگوں اور دوستوں کی دعاؤں سے اللہ تعالیٰ نے شفا بخشی۔ پانچ چھ دن قبل پہلی دفعہ درد قلب کی شکایت لاحق ہو گئی۔ ڈاکٹروں کے کہنے کے مطابق گو کہ شکایت معمولی تھی اور حسب ہدایت مسلسل آرام کی وجہ سے پھر کوئی تکلیف تو محسوس نہیں ہوئی تاہم احباب جماعت اور درویشان قادیان سے خاص طور پر درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ والد صاحب موصوف کو مکمل شفا یابی اور صحت عطا فرمائے۔ اور خدمت دین و سلسلہ کی بہت لمبے عرصہ تک توفیق بخشے۔ آمین۔

محمودہ نجمہ بنت سیٹھ محمد معین الدین صاحب۔
امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد و سکندرآباد

حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے دو الہام اور اہلِ پیغام

(۲)

زیر عنوان مضمون مطبوعہ بدر مجریہ ۹ر مارچ ۱۹۶۷ء کا جواب مکرم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب خیری سہار نپوری ثم لاہوری نے اخبار پیغام صلح مجریہ ۲۰ اپریل ۱۹۶۷ء میں دیا ہے۔ انہوں نے ہمارے مضمون کو غالب کے مصرع

"دل کے بہلانے کو غالبؔ خیال اچھا ہے"

کا مصداق سمجھا ہے حالانکہ ان کے اپنے نفس مضمون سے ہی یہ واضح ہوتا ہے کہ خود انہوں نے بے جا تعلیاں پیش کر کے اہلِ پیغام کا دل بہلانے کے لئے یہ مصرعہ اپنے اوپر چسپاں کیا ہے۔

ہم نے کب انکار کیا ہے کہ لاہور میں ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب وغیرہ۔ ان کے مکانات یا احمدیہ بلڈنگس کا کوئی وجود نہیں تھا۔ ہم نے تو یہ عرض کیا تھا کہ یہ الہام ۱۹۰۳ء کا ہے۔ اور اہلِ پیغام ۱۹۱۴ء تک منتشر حالت میں تھے ان کے سابقہ اور موجودہ دونوں امیر مولوی محمد علی صاحب اور مولوی صدر الدین صاحب اس وقت تک قادیان ہی رہے۔ اور کچھ ممبر پشاور اور سیالکوٹ وغیرہ میں منتشر تھے۔ اور خواجہ کمال الدین صاحب بھی مستقل طور پر لاہور میں رہائش نہیں رکھتے تھے ۱۹۱۴ء تک نہ ان کی کوئی انجمن تھی اور نہ اس وقت تک انہوں نے لاہور کو اپنا مرکز بنایا تھا۔ زیادہ سے زیادہ تین پیغامی اکابر لاہور میں رہتے تھے۔ جن کے مقابل پر جماعت احمدیہ قادیان سے تعلق رکھنے والے متعدد صحابہ رحضرت قریشی محمد حسین صاحب موجد مفرح عنبری۔ حضرت قاضی محبوب عالم صاحبؓ۔ حضرت میاں ہدایت اللہ صاحب اور میاں فیملی کے متعدد جلیل القدر صحابہ اہلِ پیغام کی نسبت کہیں زیادہ تعداد میں نزولِ الہام سے پہلے بھی لاہور میں موجود تھے اور آخر وقت تک بھی لاہور میں رہے اور جن کی باقیات الصالحات کی تعداد اب بھی لاہور میں رہنے والے کل پیغامیوں سے کہیں زیادہ ہے۔ پس حضرت مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہ الہامات انہیں صحابہ کرام پر صادق آتے ہیں۔ اور اہلِ پیغام کا ان الہامات کے ساتھ کوئی دور کا بھی تعلق ثابت نہیں ہوتا۔ سوائے اس کے کہ

"دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے"

پھر ان الہامات کا شانِ نزول بھی عجیب اور نہایت ہی ایمان افزا ہے کہ اللہ تعالےٰ جو علیم و خبیر بھی ہے۔ خوب جانتا تھا کہ لاہور سے نسبت رکھنے والے کچھ لوگ۔ جو صدر انجمن احمدیہ قادیان کے قیام سے لے کر خلافتِ اولیٰ کے زمانہ تک جماعت اور مرکز پر چھائے ہوئے تھے ایک وقت آئے گا کہ وہ جماعت احمدیہ کے سوادِ اعظم سے خود بخود کٹ کر علیحدہ ہو جائیں گے۔ تختگاہِ رسول کو چھوڑ دیں گے۔ اور لاہور میں اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجدِ ضرار الگ بنائیں گے۔ اس پر بھی وہ دنیا کو دھوکہ دینے کے لئے یہ دعوے کریں گے کہ مسیح موعودؑ کے پاک ممبر اور پاک محب صرف ہم لوگ ہی ہیں۔ اور جماعت احمدیہ قادیان سے تعلق رکھنے والا کوئی احمدی لاہور میں موجود نہیں ہے۔ مگر یہ الہامات ان کی تائید نہیں کریں گے اور ان کے ناپاک عزائم کامیابی کی بجائے یاس و حسرت کا منہ ہی دیکھیں گے۔ اور لاہور میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاک ممبر اور محبِ صادق نہ صرف نزولِ الہام کے وقت سے موجود ہیں اور ان شاء اللہ ہمیشہ نہ صرف موجود رہیں گے۔ بلکہ انہیں لاہور میں بھی تا قیامت پیغامیوں پر غلبہ ہی حاصل رہے گا۔

ڈاکٹر خیری صاحب نے غیر مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات کی روشنی میں مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب کی کچھ قصیدہ خوانی بھی کی ہے۔ ہمیں خیری صاحب سے اس حد تک تو اتفاق ہے کہ الہامات مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ صاحب ہی کے متعلق تھے۔ اول الذکر صاحب کے متعلق الہام "صالح تھے اور نیک ارادہ رکھتے تھے" ماضی کا واقعہ ہے۔ جس سے ہم بھی متفق ہیں کہ مولوی محمد علی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ اس وقت وہ صالح بھی تھے اور نیک ارادہ بھی رکھتے تھے مگر جب ان کی صالحیت ختم ہو گئی اور ارادے رجس کے ماتحت انہوں نے آئندہ اپنی زندگی گذارنی تھی) بھی نیک نہ رہے تب اللہ تعالےٰ نے اپنے الہام میں انہیں جھنجھوڑا۔ کہ اب آپ کے ارادے نیک نہیں رہے ہیں اور نہ آپ صالح ہی رہے ہیں۔ اس لئے آپ اپنی اصلاح کر لو۔ اور ہمارے ہی پاس مستقل طور پر رہنے کا عزم کر لو مگر افسوس کہ انہیں تا زیست یہ سعادت نصیب نہ ہو سکی۔ اور انہوں نے مسیح پاک کے مشن کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکنے والے اسلحہ ہمیشہ جاری رکھے۔ اور اسی وجہ سے وہ اپنے ارادوں میں ہمیشہ ناکام ہی رہے۔ کاش کہ وہ الہام کے دوسرے حصہ پر ہی عمل کرتے رہتے۔ تا ان کی صالحیت اور ارادوں کا بھرم بھی قائم رہتا۔ پس اس لحاظ سے تو الہام الٰہی میں مولوی محمد علی صاحب کی ساری زندگی کا خاکہ بیان ہوا ہے۔ نہ کہ یہ الہام انہیں عند اللہ کوئی قابلِ قدر وجود قرار دیتا ہے۔

اب لیجئے خواجہ صاحب کے متعلق حسن بیانی کا الہام۔ تو ہمیں بھی یہ تسلیم ہے کہ الہام انہیں کے متعلق تھا۔ مگر جس طرح مسیح ناصری کو اپنے ایک پاک ممبر اور پاک محب پطرس حواری کے متعلق الہام ہوا تھا کہ اُسے جنت کی کنجیاں تفویض کی گئی ہیں۔ مگر بعد کے واقعات نے ثابت کر دیا کہ مسیح ناصری کا وہی جلیل القدر حواری واقعہ صلیب سے پہلے مسیح سے بالکل لاتعلقی کا اظہار کرتا ہے۔ اور اس پر بھی بس نہیں کرتا۔ بلکہ مسیح کے منہ پر تین دفعہ لعنت بھی بھیجتا ہے۔ اور بالکل یہی حشر خواجہ صاحب کا بھی ہوا ہے۔ انہوں نے ۱۹۱۵ء میں اخبار وطن لاہور کے ایڈیٹر کے ساتھ ساز باز کر کے کوشش کی کہ تبلیغ کے میدان میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام اور جماعت کا ذکر تک نہ آئے۔ اور پھر حضورؑ کی وفات کے بعد اُنہوں نے نہ صرف خود مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت پر نعوذ باللہ لعنت بھیجی بلکہ ان کی اقتدا میں آج تک بھی تمام پیغامی مسیح موعودؑ کی نبوت پر صرف تین دفعہ نہیں۔ بلکہ ہر روز لعنت بھیجنے والے بن گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اگر تو خواجہ صاحب کی حسن بیانی یہی ہے تو یہ اہلِ پیغام کو ہی مبارک ہو۔

ہم نے پیغامی دوستوں سے گذارش کی تھی کہ "محب پاک" وہ شخص ہی ہوتا ہے جسے اپنے محبوب کی ہر ادا محبوب ہر چیز محبوب اور ہر نشانی محبوب نظر آتی ہے۔ مثل مشہور ہے کہ محبوب کی گلی کا تو کتا بھی پیارا ہوتا ہے۔ اور یہ بھی قصہ مشہور ہے کہ ایک دفعہ مجنوں اپنی محبوبہ لیلیٰ کے محمل کے پیچھے دیوانہ وار دوڑ رہا تھا۔ کہ اچانک ہوا کے تیز چلنے سے لیلیٰ کی محمل کا پردہ ہلنے لگ گیا۔ تب مجنوں نے اسے اپنے لئے یہ اشارہ سمجھا کہ میرا محبوب مجھے حکم دے رہا ہے کہ میں محمل کے پیچھے نہ بھاگوں بلکہ یہیں کھڑا رہوں۔ چنانچہ وہ سالوں وہیں کھڑا رہا اور سوکھ کر کانٹا ہو گیا۔ یہ واقعہ صرف ایک مثال ہی نہیں ہے۔ بلکہ تاریخ اسلام میں بے شمار اسی قسم کے واقعات ملتے بھی ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ میں بھی ایسی مثالیں موجود ہیں۔ کاش کہ اللہ تعالےٰ اہلِ پیغام کو بھی ایسے ہی محب پاک بنا دیتا۔ مگر ان واقعات کو ہم کہاں چھپائیں جن سے یہ لوگ زیادہ سے زیادہ درد دینے والے محب اور مجنوں ثابت ہوتے ہیں۔ مثلاً انہوں نے اپنے محبوب پر مالی اعتراضات کئے۔ خلافت سے جھاڑ کھائی۔ توبہ کی اور دوبارہ بیعت کر لینے کے باوجود انہوں نے اپنے محبوب حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دکھ پہ دکھ دیئے۔ اپنے محبوب مسیح پاک کی واضح اور الہام الٰہی کی بناء پر مرتب کردہ تعلیمات و عقائد سے انحراف کیا۔ اور اپنے محبوب کا ذریتِ مبشرہ پر وہ وہ ظلم اور زیادتیاں اور بہتان عظیم لگائے جو کسی مومن کے شایانِ شان ہی نہیں۔ بلکہ مخالفین اسلام کا ہی وطیرہ رہا ہے۔ شمر لعین اور یزید پلید نے تو اہل بیت کو ایک ہی دفعہ شہید کیا تھا۔ مگر اہلِ پیغام کی طرف سے ساٹھ سال سے ذریتِ مسیح پاک پر تیغ و تبر چلائے جا رہے ہیں۔ پھر ان کے محبوب کی مقدس جائے پیدائش قادیان جسے خدا تعالیٰ نے کے الہام میں ارضِ حرم۔ رسول کی تختگاہ اور جماعت احمدیہ کا دائمی مرکز قرار دیا گیا ہے پیغامیوں کے نزدیک ہمیشہ سے گالی کی مترادف ہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنے محبوب کے مزار مقدس جسے خدا تعالیٰ نے بہشتی مقبرہ کا نام دیا ہے۔ اُسے تمام پیغامیوں نے تمسخر و استہزاء کا مقام بنا رکھا ہے۔ اور پھر بھی اپنے آپ کو پاک محب ہی گردان رہے ہیں۔ پیغامیو! خدا کے لئے سوچو۔ کہ یہ پاک محبتوں کے کام ہیں؟

کچھ تو خوف خدا کرو لوگو۔ کچھ تو لوگو خدا سے شرماؤ

باقی رہا خیری صاحب کا یہ مطالبہ کہ ان پیغامیوں کے نام بتائے جائیں جن کی اولاد احمدیت چھوڑ اسلام سے برگشتہ ہی ہو [illegible] تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ تجاہلِ عارفانہ سے کام نہ لیں یہ سوال خدا اہلِ پیغام سے ہی کریں۔ جنہوں نے اپنے بیانات میں خود ہی اعتراف کیا ہے اور [illegible]

۹۹۔ کہ ہماری آئندہ نسلیں اسلام سے بھی برگشتہ ہو رہی ہیں۔ اب رہا یہ کہ جس گروہ نے حضور کو جماعت نے بطور سزا نظام جماعت سے علیحدہ کر دیا ہے اگر ایسے لوگوں کو آپ لوگوں نے گلے لگا لیا ہے ور صرف ایسا منظر ہی آپ لوگوں کی توجہ [illegible]

قادیان کے تین خوش نصیب درویشوں کی فریضہ حج کی ادائیگی

(بقیہ صفحہ اول)

جو مقام ابراہیم کے نزدیک جو زمین دوز ہے پانی سپلائی کیا گیا۔ پھر صفا مروہ کی پہاڑیوں کے درمیان سات چکر دوڑ کر ادا کی گئی۔ معلم ہمارے ساتھ سارے ارکان ادا کر رہا تھا۔ ان سات چکروں میں ہر چکر میں دونوں طرف بالمقابل کچھ فاصلہ جو سو ڈیڑھ سو گز کا ہوتا ہے سرخ اور سبز ٹیوب بجلی کی لگا کر حد مقرر کی گئی دوڑنا پڑتا ہے۔ ان سات چکروں کے آخر میں وہاں سر منڈوانا ضروری ہے۔ سر منڈوا کر عمرہ ختم کیا اور احرام کو کھول دیا اور اپنے معلم کے مکان پر آ گئے۔

رہائشی مکان صبح مکان کی تلاش ضروری تھی چنانچہ جبرل (جنب) کے علاقہ سے گوجرانوالہ کے چند حج کے لئے گئے ہوئے دوستوں کے ساتھ مل کر ایک مکان تین صد ریال کرایہ پر لے لیا اور سات دوسرے ملنے کے دوستوں کو شامل کر لیا گیا۔

طواف ہی طواف

اب ہم پورے سکون کے ساتھ دن اور رات کے وقت نمازیں ادا کرنے اور طواف کرنے میں حسب توفیق مستغرق رہے۔

آب زمزم بکثرت پینے کی سعادت حاصل ہوئی۔ ہر طواف کے موقع پر زمزم کا پانی پینا علاوہ روحانی مائدہ کے جسمانی لحاظ سے بھی مفید ہوتا ہے۔ اب ہمارا معمولی یہ بن گیا کہ دو تین گھنٹے رات کو اور ایک دو گھنٹے دن کو آرام کر کے باقی سارا وقت بیت الحرام میں گزارتے اس سے جو روحانی سرور اور لذت حاصل ہوتی اس کی کیفیت الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں۔

مدینہ منورہ کا سفر تقریباً ایک ماہ کے بعد مدینہ منورہ جانے کی تیاری کا حکم ملا۔ اور ۱۱۲ ریال فی کس معلم کو دے کر رسید لے لی گئی اور بعد نماز ظہر بس پر سوار ہو کر صرف اشد ضروری سامان اپنے ساتھ لیا اور باقی سامان اپنے مکان میں چھوڑ کر ہمارے دوسرے ساتھی جو ہمارے کمرے میں تھے اور ان کا ارادہ بعد از حج مدینہ جانے کا تھا کے سپرد کر کے روانہ ہو گئے آدھی رات کے قریب ہماری بس مقام بلور پر دو تین گھنٹے رکی رہی۔ قریباً ۱۲ بجے دوسرے دن مدینہ منورہ پہنچ گئی۔ وہاں جا کر مکان کرایہ پر لیا گیا جو فی کس ۱۰ ریال تھا۔

مسجد نبوی اور روضہ شریف کی زیارت سامان رکھ کر مسجد نبوی کی طرف روانہ ہوئے سبحان اللہ کیا ہی پاک اور پر کیف منظر تھا سارے حرم میں لوگ اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھے عبادت میں مشغول تھے کچھ روضہ نبوی پر دعائیں اور درود شریف پڑھ رہے تھے جونہی ہم مسجد کے گیٹ پر پہنچے تو اس قدر ہجوم نہ تھا بلکہ لوگوں کی آمد آمد تھی۔ ہر ایک شخص کو آٹھ دن کی نمازیں پڑھنے کی اجازت ہوتی ہے۔ پھر بھی ایک دن جانا یا ایک دن آنا اور آٹھ دن قیام کے بعد روانگی ہو گئی۔ ان ایام کا ذکر اور ان روحانی لمحوں پر گذارے ہوئے ایام کا دل پر عجیب اثر اور کرب تھا کہ جگہ نہیں چھوڑنا چاہتے تھے اگر اور چند دن مل جاتے تو اس مقدس ہستی کے قرب کا فائدہ اٹھایا جاتا اور حضور نے فرمایا ہے کہ میری قبر اور میرے منبر کے درمیان جنت کا ایک باغیچہ ہے۔ کیا قرب نبی بھی ہو اور خوشبو بھی ہو۔ اب ایسا وہ پاک اور مقدس رقبہ جہاں سوائے عبادت اور ذکر الٰہی کے اور کوئی شغل ہی نہیں چھوڑنا سخت دشوار تھا مگر نظام کی اطاعت بھی ضروری تھی۔ بہرحال ان دنوں مقدس جگہوں جنت البقیع، مسجد قبا، مسجد نخرق، مسجد قبلتین، مسجد حضرت سلمان فارسی، مسجد حضرت صدیق رضی اللہ عنہ، مسجد حضرت عمر رضی اللہ عنہ، مسجد حضرت علی رضی اللہ عنہ، میدان احد جہاں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے شہید صحابہ کی قبریں ہیں سب میں نمازیں ادا کیں اور دعائیں مانگیں۔ جنت البقیع میں تو ہم صبح کے وقت فاتحہ کیلئے حاضر ہوتے تھے جہاں اسلام کے نامور افراد ابدی نیند سو رہے ہیں۔ مستورات کو ہر دو قبرستانوں جنت البقیع اور جنت المعلی میں جانے کی اجازت نہیں پولیس کا پہرہ ہر وقت رہتا ہے۔

مدینہ منورہ سے واپسی اب واپس مکہ معظمہ راستہ بدر کے مقام پر پہنچے کیونکہ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ ۲۰۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے اور راستہ جدہ سے ہی جاتا ہے۔

مکہ میں ڈیڑھ صد احمدیوں کا اجتماع اب دوسرے دوست آنے شروع ہو گئے اور جمع ہوتے ہوتے قریباً ڈیڑھ سو کے قریب احمدی احباب جن میں جماعت کی اہم شخصیتیں تھیں۔ مثلاً صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب، مکرم چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب نائب حج، مکرم راجہ علی محمد صاحب ریٹائرڈ مقیم لاہور، مکرم کرنل عطاء بخش، مکرم سید عبدالرزاق صاحب برادر خورد حضرت ولی اللہ شاہ صاحب، نائجیریا، گھانا کے دوست تنزانیہ کے اور بشارت احمد صاحب فرسٹ سیکرٹری سفارتخانہ انڈیا وغیرہ وغیرہ سب کے ساتھ اکٹھے ہو کر رہے۔ صاحبزادہ صاحب کی معیت میں آپ کی قیام گاہ میں باقاعدہ باجماعت نمازیں ادا کرتے رہے۔

فریضہ حج کی ادائیگی آخر وہ مبارک دن آ گیا جو حج کیلئے مخصوص تھا۔ ۸ ذوالحج کو تمام حجاج احرام باندھ کر منیٰ کو روانہ ہوتے ہمارا قافلہ بھی دوسرے دوستوں کے ساتھ جو چھ میل کے فاصلہ پر ہے پہنچا وہاں جا کر معلم کا اپنا انتظام تھا۔ سب معلمین نے اپنے اپنے خیمے نصب کر کے اپنے بورڈ آویزاں کئے ہوئے تھے جو کئی میلوں میں پھیلے ہوئے تھے اور منیٰ جو غیر آباد علاقہ ہے اور صرف حج کے ایام میں بارونق جگہ بن جاتا ہے اور ہر طرح کے سامان ہوٹلوں دکانوں بازاروں سے آراستہ ہوتا ہے ہجوم خلق کے نتیجہ ان ایام میں اگر کوئی حاجی راستہ بھول جائے تو اس کا اپنے معلم کے خیمہ پر پہنچنا بھی سخت دشوار ہوتا ہے اس لئے ہر ایک کی چھاتی پر اپنے اپنے معلم کا چھپا ہوا نشان لگا ہوتا ہے جس سے خدام حج کے ایام میں مختلف ملکوں سے اس کار خیر کیلئے آئے ہوتے ہیں انکے معلموں کے خیموں تک پہنچا دیتے ہیں۔ منیٰ میں آٹھ تاریخ کو رہی جہاں یعنی بڑے شیطان کو کنکریاں مارنے کے بعد ۹ ذوالحج کو عرفات جانے کیلئے روانہ ہوئے۔ جو منیٰ سے براستہ مزدلفہ ۹ میل کے فاصلہ پر ہے۔ ۱۰ بجے قبل دوپہر وہاں پہنچے۔ کہا جاتا ہے کہ اسی مقام پر حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی تھی۔ اور جبل رحمت نام کی پہاڑی پر مسجد ہے جہاں لوگ نمازیں ادا کرتے ہیں اور نیچے میدان میں اپنے اپنے خیموں میں ظہر و عصر کی دونوں نمازیں جمع کر کے پڑھتے ہیں اور نہایت خشوع خضوع سے رو رو کر دعائیں کرتے ہیں آہ و زاری اور رقت کے سبب ایک کہرام مچا ہوتا ہے یہی دن یوم الحج ہے حج کا لازمی حصہ ہو چکا باقی حصہ بھی ادا کیا گیا۔

سعودی حکومت کے شاندار کارنامے سعودی حکومت نے رفاہ عام کیلئے خاطر خواہ انتظام کئے ہیں جنکو دیکھ کر حکومت کے لئے دعائیں نکلتی ہیں۔ بیت اللہ شریف کی تعمیر اور حجاج کی سہولیات کیلئے بیت الخلاء غسل خانے سڑکوں کی صفائی۔ پولیس کے انتظامات مکہ معظمہ سے باہر چند میل کے اندر پانی کے انتظامات دیوہ وغیرہ پر وسیع پیمانہ پر تھے اور رات دن انہی کاموں کیلئے مزدور اور انجینیئر لگے ہوئے ہیں۔ سڑکیں نہایت صاف ستھری سواریاں خاطر خواہ ریل وغیرہ وغیرہ۔ اب بیت اللہ شریف اس قدر وسیع تر بنا دیا گیا ہے کہ تیرہ چودہ لاکھ حاجی بڑی سہولت کے ساتھ طواف کر سکتے ہیں اور بڑے سکون اور آرام کے ساتھ ذکر الٰہی میں مشغول رہ سکتے ہیں۔

اس بابرکت سفر پر مسلسل کے سب احمدی غیر احمدی احباب کے لئے احمدی دوستوں جن کو بعض دقتیں اور بعض ضرورتیں اور بعض حاجتیں تھیں سب بزرگوں اور سب دوستوں کے لئے اور تمام احمدی احباب کے لئے چاہے کسی ملک کے ہوں ان کے لئے دعائیں کرنے کا کافی موقعہ مولا کریم کے فضل و کرم سے میسر آیا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین۔

بعید عسایہ رزع پر درجہ بدرخواست ہوا۔

فالحمد للہ علیٰ ذالک

تیماپور کے احباب جماعت کی پیغامیوں سے بیزاری

ہمارے پاس اخبار پیغام صلح مولوی محمد عبد اللہ صاحب تیماپوری کے پوتے عزیزم عطاء الرحمن صاحب جن کا تعلق محمدیہ جماعت سے ہے ان کے پاس آتا ہے جسے کبھی کبھی خبریت کی خاطر میں بھی دیکھ لیا کرتا تھا مگر کچھ عرصہ سے وہ بھی بند ہے کیونکہ کچھ عرصہ سے وہ بھی بند ہے کیونکہ کچھ عرصہ سے وہ دیکھنے میں نہیں آ رہا ہے۔ تاہم اخبار ہذا سے یہ معلوم کر کے سخت حیرت ہوئی کہ ان لوگوں نے کیسے یہ لکھنے کی جرأت کی کہ حضور کے اس ارشاد کے بعد حیات کی کہ پیغامیوں کی اکثریت مبائعین میں شامل ہو چکی ہے) جبکہ وہ اپنی ترقی معکوس سے بخوبی واقف ہیں کہ پہلے ان سے وابستہ کتنے لوگ تھے اور کس طرح وہ ایک ایک کر کے خلافت سے وابستہ ہو کر مبائعین شامل ہوتے چلے گئے۔ انہوں نے آپ سے آپ سے یہ دریافت فرمایا ہے کہ ایسے کون کون سے الگ اور کہاں کہاں کے غیر مبائعین مبائعین میں شامل ہوئے ہیں۔ ان کے علم و اطلاع کے لئے میں یہ لکھنا ضروری سمجھتا ہوں اور یہ سلطنہ اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر لکھ رہا ہوں کہ میں اس وقت جماعت احمدیہ تیماپور کا پریذیڈنٹ ہوں کچھ عرصہ قبل جب مرکز قادیان کی طرف سے بحیثیت مبلغ تیماپور بھجوایا گیا تھا تو اس وقت میرے والد محترم جناب محمد عبد الکریم صاحب گوگی والد رہ قریشی نذیر احمد صاحب اور خاکسار معہ خاندان جنکی تعداد ۲۰ ہے کی تحقیقات کے بعد بیعت خلافت کر کے مبائعین میں داخل ہو گئے۔ اور ہم اب اللہ تعالیٰ کا بے حد شکریہ ادا کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں ایک لمبے عرصہ کی غلطی کے بعد پھر حبل اللہ سے باندھ دیا۔

خاکسار قریشی محمد عبد الرحمن تیماپوری
پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ تیماپور

فضل عمر فاؤنڈیشن فنڈ کا سال اوّل

۳۰ جون ۱۹۶۷ء کو ختم ہو رہا ہے

فضل عمر فاؤنڈیشن کے سال اول کے اختتام کی تاریخ پہلے ۳۰ اپریل ۱۹۶۷ء مقرر تھی لیکن امسال مجلس شوریٰ کے موقعہ پر بعض دوستوں کی درخواست پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے اس سال اختتام کی تاریخ ۳۰ جون ۱۹۶۷ء تک قرار دی ہے گویا کہ اس طرح جملہ ایسے دوستوں کو جنہوں نے تا حال اپنے وعدے کا ⅓ حصہ ادا نہیں کیا ادائیگی کے لئے مزید دو ماہ کی مہلت مل جائے گی مندرجہ بالا پوزیشن کے پیش نظر نظارت ہذا کی طرف سے حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں ⅓ وعدوں کی سو فیصدی ادائیگی کی پیش کی جانے والی فہرست بھی بجائے شروع مئی کے جولائی کے پہلے ہفتہ میں بغرض دعا پیش کی جائے گی۔

لہٰذا جن دوستوں نے تا حال اپنے وعدے پورے نہ کئے ہوں ان کی خدمت میں گذارش ہے کہ مہربانی فرما کر جلد توجہ فرمادیں اور کوشش کریں کہ آخر جون تک ان کی طرف سے ایک تہائی وعدہ کی وصولی ہو جائے۔

اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے جملہ وعدہ کنندگان کو اس کی توفیق بخشے اور ان کا حامی و ناصر ہو۔

ناظر بیت المال قادیان

حضرت مصلح موعودؓ کی خواہش کا احترام

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ نے وقف جدید کے متعلق فرمایا:-

میں اس اعلان کے ذریعہ احباب جماعت کو تحریک کرتا ہوں کہ وہ حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی خواہش کے احترام میں اس سال وقف جدید کے وعدے کم از کم چھ لاکھ تک پہنچادیں جماعت کے اخلاص اور دین کی خاطر قربانی کے جذبہ کو دیکھتے ہوئے یہ امر مشکل نہیں ہے پس ہر دوست جو وقف جدید کی تحریک میں حصہ لے رہا ہوا اپنا چندہ وقف جدید اس سال حتی الوسع دوگنا کر دے اور جو دوست اس تحریک میں ابھی تک شامل نہیں ہیں وہ اس سال اس تحریک میں شمولیت کی سعادت ضرور حاصل کریں تا وقفِ جدید کا بجٹ چھ لاکھ تک پہنچ جائے۔ اللہ تعالےٰ جملہ احباب کے اخلاص و اموال اور جذبہ قربانی میں برکت دے اور انہیں اس مبارک تحریک میں بیش از پیش حصہ لینے کی توفیق عطا فرمادے۔ آمین۔

اس لئے مناسب ہے کہ احباب اپنے امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنی قربانیوں کے معیار کو بڑھائیں۔ انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

دورہ پروگرام

مکرم بابو محمد یوسف صاحب معلم وقف جدید

جماعت ہائے احمدیہ پونچھ از ۲۲-۵-۶۷ تا ۷-۶-۶۷

مندرجہ ذیل جماعت ہائے احمدیہ پونچھ کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ مکرم بابو محمد یوسف صاحب ذیل میں لکھی ہوئی جماعتوں میں مورخہ ۲۲-۵-۶۷ تا ۷-۶-۶۷ دورہ کر رہے ہیں جس میں وہ وقف جدید کے چندہ کی وصولی اور وعدہ جات کی وصولی کا کام سرانجام دیں گے۔ امید ہے کہ عہدیداران مالی اور دیگر احباب ان سے تعاون کرتے ہوئے عنداللہ ماجور ہوں گے۔

انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

تاریخ روانگی	از مقام	تا مقام	عرصہ قیام
۲۲-۵-۶۷	جموں	راجوری	
۲۳ ”	راجوری	بڈھانول	۱ یوم
۲۵ ”	بڈھانول	چارکوٹ	۲ ”
۲۸ ”	چارکوٹ	پونچھ	۱ ”
۳۰ ”	پونچھ	شیندرہ	۱ ”
۱-۶-۶۷	شیندرہ	پٹھانہ تیر (دسلواڑی)	۱ ”
۳ ”	پٹھانہ تیر	گورسائی	۲ ”
۵ ”	گورسائی	سرن کوٹ	
	سرن کوٹ	پونچھ	۱ ”
۷ ”	پونچھ	جموں	

پتہ مطلوب ہے

مکرم نذیر احمد صاحب ولد مولوی غلام احمد صاحب قوم گوجر ساکن سنگیوٹ ڈاک خانہ گھوٹی ضلع پونچھ جو جموں پولیس لائن میں رہتے تھے۔ اُن کا اگر کسی دوست کو موجودہ پتہ معلوم ہو۔ یا وہ خود اس اعلان کو پڑھ لیں تو موجودہ پتہ پر بہتہ دیں۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان ضلع گورداسپور

تصحیح

مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب کے ایک مضمون مندرجہ بدر ۲۳ مارچ میں چوہدری غلام رسول صاحب گنائی کے لڑکوں کے مبائعین میں شامل ہونے کا ذکر سہواً ہوا ہے۔ اس خاندان میں سے صرف چوہدری غلام رسول صاحب ہی غیر مبائعین سے نکل کر مبائعین میں شامل ہوئے ہیں۔ احباب تصحیح فرمائیں۔

خاکسار محمد صدیق ثانی از پونچھ

درخواستہائے دعا

۱- میرا لڑکا منور احمد اس دفعہ انٹر امتحان دے رہا ہے۔ احباب جماعت سے التجا ہے کہ عزیز کی نمایاں کامیابی کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ اسے امتحان میں کامیابی دے۔ آمین۔ خاکسار لطیف الرحمٰن احمدی چودہ کلاں کٹک۔

۲- خاکسار کا سالانہ امتحان ہو رہا ہے خاکسار ہائی سکول کی دسویں جماعت میں پڑھتا ہے۔ احباب جماعت اور درویشان قادیان سے عاجزانہ درخواست ہے کہ خاکسار کی کامیابی کے دعا فرما کر مشکور فرمائیں۔

خاکسار شیخ عبدالواحد احمدی محلہ شنکر پور بھدرک

خبریں

نئی دہلی ۹ مئی - ڈاکٹر ذاکر حسین راشٹرپتی کے عہدہ سے ۱۲ مئی کو ریٹائر ہو رہے ہیں۔ کل شام انہیں ایک الوداعی تقریب میں لوک سبھا کے سپیکر نے ایڈریس پیش کیا۔ ڈاکٹر ذاکر حسین نے اس تقریب میں جو تقریر کی اب اس کی تفاصیل موصول ہوئی ہیں۔ آپ نے کہا کہ سیاستدانوں کو جنتا کی تکالیف دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ انہیں اپنی پوزیشن اور وقار کا نہیں بلکہ جنتا کی سیوا کرنا اپنا اصول بنا لینا چاہیئے۔ اور پسماندہ و غریب تریں عوام کے ساتھ گھل مل جانا چاہیئے۔ سیاستدانوں کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے کہا سیاستدانوں کا مطلب یہ نہیں کہ ان کی زبان پر کچھ ہو اور دل میں کچھ ہو اور نہ ہی یہ ہے کہ ان کے دل میں کسی کو درد نہ ہو بلکہ سیاستدان وہ ہے جس کے دل میں مصیبت کے ماروں کا درد ہو۔ آپ نے سیاستدانوں کو مشورہ دیا کہ انہیں سیاست کو قومی زندگی پر حاوی نہیں ہونے دینا چاہیئے بلکہ یہ محسوس کرنا چاہیئے کہ روحانی طاقت دماغی ترقی ... ہمارے دیش کو بڑا بنانے کے لئے ضروری ہیں۔ ممبران پارلیمنٹ کی طرف سے راشٹرپتی کو جو الوداعی ایڈریس پیش کیا گیا تھا اس میں یہ کہا گیا تھا ... ۱۹۶۲ء میں ڈاکٹر ذاکر حسین کے انتخاب سے بھارت نا بہ رہی ہوگی کہ کسی ملک کا سربراہ کسی خاص فرقہ کا نہ ہونا چاہیئے۔ یہ وہ چیز ہے جو ایک ... بڑا انقلاب ... رکھ سکتا ہے۔ لوک سبھا کے سپیکر شری این سنجیوا ریڈی نے یہ ایڈریس پڑھ کر سنایا۔ راشٹرپتی نے ایڈریس کے جواب میں کہا کہ یہ خیال کہ ملک کا سربراہ کوئی ... فلسفی ... نہیں بلکہ ایک انسان ... کی تہذیب و تمدن میں مشترکہ طور پر ... جاتی ہے۔ بھارت میں یہ روایت ہے کہ کرشن اور راجہ جنک فلسفی ... اور ... کے مالک تھے۔

جالندھر ۹ مئی - ضلع کانگڑہ کے بیشتر علاقوں میں آٹے کی گرانی اور نایابی لوگوں کے لئے بھاری پریشانی کا باعث بنی ہوئی ہے۔ تحصیل دہرہ کے کئی علاقوں میں آٹا ڈیڑھ کلو اور چاول پونے دو روپے کلو بک رہے ہیں۔ گوانڈ چار روپے کے بھاؤ فروخت ہو رہا ہے۔ حکومت کی طرف سے ابھی تک اناج کی سپلائی کا کوئی خاطرخواہ انتظام نہیں ہو سکا۔ نادون تحصیل ہمیر پور سے پرتاپ کے نامہ نگار نے اطلاع دی ہے کہ تحصیل ہمیر پور کے لوگ بھی گندم کی گرانی اور نایابی سے بہت پریشان ہیں۔ کئی غریب لوگ گھاس اُبال کر کھا رہے ہیں۔ ڈپو ہولڈروں پر اناج کی سپلائی معطل ہے۔ ضلع کانگڑہ میں کچھ مقامات پر ڈپو ہولڈر صرف دو دو کلو آٹا دے رہے ہیں۔ یونی کیمپ سے اطلاع ملی ہے کہ وہاں چائے کے کپ کی قیمت پندرہ پیسے سے بڑھا کر ۲۰ پیسے کر دی گئی ہے۔ لوگوں کا مطالبہ ہے کہ اس کمر توڑ گرانی کا انسداد کیا جائے۔ (پرتاپ ۱۰ مئی ۶۷ء)

ماسکو ۹ مئی - پاکستان کے وزیر خارجہ پیرزادہ شریف الدین کل ماسکو پہنچے اور انہوں نے روس کے وزیر خارجہ مسٹر گرومیکو سے ملاقات کی۔ کل رات مسٹر گرومیکو نے پیرزادہ کے اعزاز میں رات کے کھانے کی دعوت دی۔ اس موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے مسٹر گرومیکو نے امید ظاہر کی کہ روس اور پاکستان میں اقتصادی اور تجارتی میدانوں میں تعلقات بڑھانے اور مستحکم کرنے کے امکانات ہیں۔ پیرزادہ نے اپنی تقریر میں کہا کہ پاکستان اور روس میں باہمی مفاہمت ہونی چاہیئے۔ اور گہرا تعاون ہونا چاہیئے۔ سفارتی حلقوں نے پیرزادہ کے دورہ روس پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ روس پاکستان کو بڑے پیمانہ پر اسلحہ و ہتھیار سپلائی نہ کرے گا لیکن ہو سکتا ہے کہ وہ کچھ سامان فروخت کرنے پر رضامند ہو جائے۔ اگر معاہدہ ہو گیا تو روس شاید بہت تھوڑے ہتھیار سپلائی کرے گا۔ پیرزادہ نے کہا کہ اگر معاہدہ ہو گیا تو روس پاکستان کو بھارت کی نسبت بہت کم ہتھیار سپلائی کرے گا۔

خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا قیام (بقیہ صفحہ ۲)

آپ کے جانشین اور خلفاء ہوں گے وہ اس طرح نبوت کے طریق پر چلیں گے یہ خلافت کا دور اس وقت تک رہیگا جب تک خدا تعالیٰ کی مشیت ہے۔ پھر تیسرا دور ملکاً عاضاً کا ہوگا ایک عرصہ تک یہ ختم ہو جائیگا تو چوتھا دور ملکاً جبریۃ کا شروع ہوگا وہ بھی ایک وقت کے بعد ختم ہو جائیگا تب پانچواں دور کا آغاز ہوگا جس کی نسبت حضرت مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم بالکل وہی الفاظ استعمال فرماتے ہیں جو دور اول کے اختتام پر دور ثانی یعنی قدرت ثانیہ کے آغاز کیلئے استعمال فرمائے یعنی ثم تکون الخلافۃ علی منہاج النبوۃ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ جس طرح دور اول میں نبوت کے بعد خلافت کا سلسلہ جاری ہوا یہاں بھی آپ ہی کے ظلّ کامل کی بعثت اور ان کی وفات کے بعد جاری ہوگا یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ آخری حصہ میں نہ تو اس کے اختتام کا ذکر ہے اور نہ ہی الا ما شاء اللہ کے الفاظ ہیں بلکہ راوی کا بیان ہے کہ ثم سکت کہ آخری دور میں خلافت علی منہاج النبوۃ کے متعلق تذکرہ کے بعد حضور نے سکوت فرمایا جس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے وقت جب خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا قیام عمل میں آ جائیگا تو خدا تعالیٰ کے غیر محدود فضل اور برکت کے سبب یہ سلسلہ چلتا ہی چلا جائے گا۔

ہمارے اس تفصیلی بیان سے اب اس امریکی مستشرق کے سوال کا جواب تلاش کرنا چنداں مشکل نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق امت محمدیہ پر سب دور آ چکے اور اب وہ بابرکت زمانہ گذر رہا ہے جسے بالفاظ نبوی خلافت علی منہاج نبوت کے نام سے موسوم کیا جا سکتا ہے۔ پس موجودہ زمانہ میں خلیفہ کا وجود فرضی نہیں بلکہ حقیقی ہے اور اس کی قیادت بھی واضح قسمت اس بات کو بھی ضرور مد نظر رکھنا چاہیئے کہ جب مسلمانوں میں ملوکیت کا دور چل پڑا تو گو بر سر اقتدار افراد نام کے لحاظ سے خلیفہ یا امیر المؤمنین کے ناموں سے پکارے جاتے تھے لیکن اسلامی نقطۂ نظر سے وہ روحانی پیشوا ہرگز نہ تھے۔ اور نہ ہی کوئی مسلمان ان کو ایسا درجہ دینے کے لئے تیار ہے۔ اسلام کی روحانی سیادت کیلئے خدا تعالیٰ نے مجددین کا سلسلہ جاری فرمایا۔ یہی وجہ ہے کہ بموجب اخبار نبوی ؐ

ان اللہ یبعث لھٰذہ الامۃ علیٰ رأس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا

ایک طرف امت مسلمہ پر کوئی وقت ایسا نہیں آیا جبکہ وہ ایسے افراد سے کلی طور پر خالی رہی ہو اور دوسری طرف ایسے مجددین اور صلحاء امت کو ملکی سیاست سے براہ راست کوئی سروکار نہ رہا۔ بیشک قرون وسطیٰ میں آنے والے مجددین کا دائرہ عمل بالکل محدود قسم کا رہا لیکن مقدر یوں تھا کہ آخری زمانہ میں جب دجالی فتنے اپنی پوری شدت کے ساتھ ظاہر ہوں تو جو دعوی مہدی کا مجدد و مسیح موعود و مہدی معہود کے جامہ میں موعود اقوام عالم ہو اور حسب اخبار نبوی مقام نبوت پر فائز ہو۔ کیونکہ نبوت سے فروتر درجہ کے کسی بھی مصلح کے لئے ناممکن تھا کہ اس زمانہ کے مفاسد کی اصلاح کر سکے۔ اس لئے خدا تعالیٰ کی حکمت کاملہ نے اس مرتبہ پر فائز فرمایا اور صریح طور پر اسے نبی اللہ کہہ کر پکارا۔

جہاں تک حضرت مہدی کے مامور کا نبوت کے مقام پر فائز ہونے کا تعلق ہے اس بارہ میں یہ بات اچھی طرح ملحوظ رہے کہ ایسے کی ضرورت ہے کہ اس دور کا مامور امت محمدیہ کا ایک فرد ہونے کے سبب فیضان محمدی سے اکتساب نور کر کے اس مقام اور مرتبہ کو پہنچنے کا مدعی ہے کیونکہ جس طرح محمدی شریعت تا قیامت ہے۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضان بھی قیامت تک جاری و ساری ہے۔ آپ کی امت کا فرد کامل نبوت کے اس اونچے مقام تک پہنچ سکتا ہے جس کی زمانہ کو ضرورت ہے اس میں آپ ہی کی شان کی عظمت اور برتری جس طور پر ظاہر ہوتی ہے وہ بے نظیر ہے۔

پھر مثیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سورت نور کی آیت استخلاف میں بیان کردہ وعدوں کے مطابق یہاں بھی سلسلہ خلافت کا جاری رہنا ضروری ہے تا ایک طرف سلسلہ موسویہ سے پورے طور پر مماثلت حاصل ہو اور دوسری طرف خلافت کی نعمت کے ذریعہ عصر حاضر میں عالم اسلام کو حقیقی اتحاد اور یکجہتی میسر آئے۔ اس تدریجی وسیلہ کی برکت سے ...

اسلام کو ایک نئی زندگی پا رہا ہے۔ اور جس صورت میں کہ دنیا کے مسلمان مختلف ممالک میں مختلف قسم کی سیاسی حکومتوں کے ماتحت رہائش پذیر ہیں قدرتی طور پر خلیفۃ المسلمین کہ جو ان کا روحانی پیشوا ہے کا دائرہ عمل دینی حدود میں محدود رہیگا۔ اور سیاست کے اندر دخل اندازی کے دائرہ کار سے اس وقت تک الگ ہوگا جب تک خدائی وعدہ کے مطابق اسلام کو عالمگیر روحانی غلبہ حاصل نہیں ہوتا جو شخص بھی اسلام کی تعلیمات کا بغور مطالعہ کرے اسے اسلام کی بابرکت تعلیم میں ایسی لچک ضرور نظر آئیگی اسلئے مبارک ہے وہ شخص جو ان باتوں پر غور کرتا اور حقیقت کی تہ تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہے۔ وباللہ التوفیق۔